۳۶

اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

للہ الحمد و المنۃ درین ایام فرخندہ فرجام گلدستہ
گلشن مطلوب الموسوم بہ

اکسیر مجرب

۱۳۲۵ھ

حسب فرمائش یکی از محبان محبت شعار خلیل عالیجناب شیخ محمد بخش صاحب
مینیجر شیخ عمر اینڈ کمپنی مشہور الکشنرز سکندرآباد

در مطبع نامی ابوالعلائی واقع آگرہ طبع شد

هست کلید در گنج حکیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ

سب تعریف اللہ تعالےٰ ہی کو سزاوار ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سی بنائین آسمانون کو بے ستون اور بے سہارے اور زمین کو بے اصل و بے مادّے کے اور پھر ٹہرائین اسمین اپنی حکمت بالغہ سے اندھیریان اور اوجالے کو واضح ہو کہ اسمین خدائے لایزال خالق بے مثال اپنی عظمت و عزت جلال و جمال کے کمال یکتائی کے طرف کنایہ کرکے فرماتا ہے ۔ ظلمت و نور دونو میرے ہی مخلوق ہین اور ظلمت و نور سے شب و روز مراد ہے یا معصیت و طاعت یا جہل و علم یا ضلالت و ہدایت کیطرف اشارہ ہے کہ جس نے بنائین انسان مین آسمان قلب و زمین نفس کو اور پھر گردانا صفات بہیمی حیوانی اور اخلاق سبعی

شیطانی سے نفس مین ظلمات کو اور ظاہر کیا اوصافِ ملکی روحانی اور اخلاق انوارِ ربانی سے قلب مین نور کو۔

مثنوی

جب ارادہ یون کیا پروردگار	تا تجلّی ذات کی ہو آشکار
تھا نہ ضد اُس ذات بے مانند کو	ذات بے ضد کے نہو ظاہر کبھو
پس بنایا اک خلیفہ خوش صفات	تاکہ ہو آئینۂ اوصافِ ذات
نور بے حد مرحمت اُس کو کیا	ظلمت اوس کا ضد بنایا دوسرا

پھر بمصداق يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ۔ راہ دکھاتا ہے اللہ تعالےٰ اپنے نور کے طرف جس کو کہ چہتا ہے اور کمال رحمت و مہربانی فرماکر بموجب هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى ہٰے سے انبیا علیہم الصلوات والسلام کو مبعوث کیا تاکے اون کے ذریعہ سے خلایق کو جہل و معصیت و ضلالت کی ظلمت سے علم و طاعت و ہدایت کے نور کے طرف باہر نکال لاوے **علی الخصوص** صلوٰۃ بیحد و سلام بیعد دازازل تا ابد حضور پر نور اقدس اعلیٰ جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم پر ہو کہ آپ کے نورِ مقدس کو سب مخلوق کے اول پیدا کیا اور پھر آپ کے نور مبارک سے کل کائنات کا ظہور کرکے آپ کو سب انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے آخر مین وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط کے دولتِ جاودانی سے سرفراز

فرماکر سارے کمالات انبیاء سابقین کے اونکی ذات تقدس آیات
مین رکھکر آپ کو جن وانس کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا اور بمصداق
مَن یُطِعِ الرَّسُولَ فَقَد اَطَاعَ اللّٰهَ ط اپنی فرمان برداری کو آپ کی
فرمان برداری پر موقوف کیا اور بمصداق وَمَن یَّعصِ اللّٰهَ وَرَسُولَه
فَاِنَّ لَه نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِینَ فِیهَا اَبَدًا ط جس نے آپ سے منہ پھیرا وہ
گمراہ اور ہلاک ہوا اور آپکی آل پاک جنکی شان مین اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰهُ
لِیُذهِبَ عَنکُمُ الرِّجسَ اَهلَ البَیتِ وَیُطَهِّرَکُم تَطهِیرًا ط کا مژدہ
سنایا اور آپ کے خلفاے راشدین اور اصحاب اجمعین جنکی شان مین
رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُم وَرَضُوا عَنهُ ط کی بشارت فرمایا اور اَشِدَّاءُ
عَلَی الکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَینَهُم کی صفت سے موصوف فرماکر اون کے
واسطے سے شرک و بدعت کے ظلمت کو صفحہ عالم سے مٹایا اور توحید
وسنت کے نور کو چمکایا اور تابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین وعلماے
راسخین جنکی شان علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی پوری پوری
مصداق ہین یہہ سب انوار وشیون خاص اوس رحمۃ للعالمین کے فیضان
رحمت کا ظہور ہے کہ رب العالمین اپنے مقبول بندون کو آپ کی
امت مین داخل کیا اور آپکی امت مرحومہ کو خیر الامم کے خطاب سے
مبشر فرماکر آپ کے امت کے اولیا کی توصیف مین الا ان اولیاء

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کی بشارت فرمایا پھر عام
لوگون کی ہدایت کے لئے اون اولیاء اللہ کا واسطہ ٹھہرایا تاکہ ظلمت
جہل و نادانی اور پستی اوصاف حیوانی سے نکلکر روشنی علم و دانائی اور بلندی
کمال انسانی پر پہونچنے کی تحصیل معاش و معاد کے اسباب کا ملکہ اور طرز و طریقہ
حاصل کرنے کے لئے وَابْتَغُوا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کا امر فرمایا اور پھر اوس
سلسلہ وسیلہ کو امام الاولین والآخرین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ابن
جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ختم فرمایا پھر جن
لوگون نے اون کے طریقہ پر پیروی ظاہراً و باطناً اختیار کی تو ان کے حق مین
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کا وعدہ فرما کر زمرہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کی بشارت
فرماتا ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِفَضْلِكَ اور جن لوگون نے ان کے
(یا اللہ کر ہمکو ان مین سے ساتھہ فضل تیرے)
خلاف مین پیروی کی ان کے لئے خُسْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ کی زجر و تنبیہ
(نقصان دنیا و آخرت)
فرما کر زمرہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ کی نذارت فرماتا ہے اَللّٰهُمَّ
(یہہ لوگ وہی ہین نقصان پانے والے) (یا اللہ)
لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِكَرَمِكَ **امابعد** بندۂ ہیچدان کمترین جہان سراپا
(مت کر ہمارے کو ان مین سے ساتھہ کرم تیرے)
پر از عصیان و عیوب آپکا خادم **شیخ محبوب** المتخلص **محبوب**
عفا اللہ عنہ خدمت مین اخوان الصفا کے عرض حال کرتا ہے کہ یہہ خاکسار
سراپا گنہگار اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ جو عین شباب کا تھا افسوس
ظلمت و معصیت جہل و ضلالت مین کھویا اور کولہو کے بیل کی طرح

ح ۱ نہین خوف اوپر اون کے اور نہ وہ غمگین ہونگے ۱۲
ح ۲ اور ڈھونڈو طرف اوس کے وسیلہ ۱۲
ح ۳ البتہ راہ دکھلاوینگے ہم اونکو راہ اپنی ۱۲
ح ۴ یہ لوگ وہی ہین چھٹکارا پانے والے ۱۲
ح ۵ نقصان دنیا اور آخرت ۱۲
ح ۶ یہ لوگ وہی ہین نقصان پانے والے ۱۲

انکہ نہ پہر توپ پہنا ہوا اوسی چکر مین ناحق اتنی عمر صرف کر سرگردان رہا
نہ کبہی بہولے سے بہی لب پر نام اللہ لیا اور نہ کبہی دلمین خوف عقبی لایا اور
نہ کبہی اپنے آپکو اتنا بہی نجانا کہ تو کیا شئے ہے کہان سے آیا اور کہان تہا
اور اب کہان ہے اور کس کام کیلئے آیا ہے اور کیا کر رہا ہے اور یہان سے
کدہر جایگا واے غفلت و نادانی کہ اول اپنی ہی حقیقت و اصل سے
بیخبر پہر دوسرے کو کسطرح پہچانتا بارے یکایک فضل الٰہی شامل حال ہوا جو
اس چکر سے چہوٹنے اور جہل و ضلالت سے نکلنے کیلئے آفتاب نور ہدایت کے
طلوع ہونے کا وقت آیا چارون طرف سے شیخ صاحبدل پیر روشن ضمیر
فرد الافراد قطب الارشاد صوفی جامع الاضداد عالم علم شریعت ماحی شرک
و بدعت عامل توحید و سنت رہبر راہ طریقت عارف کامل عاشق واصل
پیشواے ارباب حقیقت مقتداے اصحاب معرفت خرقہ پوش کشف و شہود
جرعہ نوش وحدۃ الوجود کاشف اسرار دقایق شاہد انوار حقایق ہادی
طریق لی مع اللہ مولانا و مرشدنا جناب **خواجہ شاہ رحیم اللہ شاہ**
چشتی القادری سلمہ اللہ تعالے کی ذات بابرکات کے فیض عام
کی صدا کانونمین آنے لگی تب دل مین آیا کہ ایسے بزرگ سے ملین اور کچہہ
اپنے لئے ہی دین و دنیا کی بہلائی چاہین جسقدر شیخ کی تعریف و توصیف
سُنتا تہا ووں ہی بلکہ اُس سے زیادہ مذمت و شکایت سُنتا کہ خلاف

سنت منکر شریعت پابند بدعت مانع صوم وصلوۃ تارک اذکار و اشغال
بے بہرہ از اسرار حال وقال ہین۔ غرض طرح طرح سے انواع واقسام کی مذمت
وشکایت سنکر سُن ہو گیا پھر بارے جی مین آیا کہ ایکدفعہ ضرور ملا چاہیئے دیکھین کہ
کہان تک تعریف وشکایت کا پتہ ملتا ہے۔ غرض ایک روز شب مین اتفاقاً
کسی کام کیلئے اُس راستہ سے گذرا جہان حضور کا دولتخانہ ہے دور ہی سے
دیکھا کہ حضور اپنے حجرہ سے باہر تشریف فرما ہین اور ارد گرد پس و پیش کئی مرید
عالم و فاضل مُلّا و مشایخ عام وخاص بلدہ و سکندرآباد کے حضور مین دست بستہ
مؤدب بیٹھے ہین اور حضور اسرار معارف و حقایق و دقایق قرآن و احادیث
اخبار و آثار زبان حق لسان سے بیان فرما رہے ہین۔ ذرہ دیر کسی گوشہ مین
پوشیدہ کھڑا ہو کر دور ہی سے کچھہ کچھہ سُنا اوسوقت یہہ بیان ہو رہا تھا۔
وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۚ اور وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ؕ یعنے
افق المبین اور افق الاعلیٰ کے مقامات عروج اور اون کے منازلات
سیر و سلوک کی تشریح فرما رہے تھے اور اُسکے مناسب ہر ہر موقع پر مثنوی شریف کے
اشعار نہایت ہی ذوق و شوق سے ارشاد فرما رہے تھے پس وہان سے یہہ
کمترین بے ساختہ اس مجلس مبارک مین داخل ہوا اور حضور سے دست بوس
ہو کر اک طرف دست بستہ مؤدب بیٹھ گیا اور دل ہی دل مین از بس خوش
ہونے لگا کہ جسقدر حضور کے اوصاف و کمال اور تقدس کا شہرہ سنتا تھا

اس وقت اوس سے زیادہ صد چند بلکہ دہ صد چند زیادہ بچشم خود دیکھہ رہا تھا تب یہہ مصرع یاد آیا ہے مصرعہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ پھر اوسیوقت اسی مجلس مین دل سے جناب الٰہی مین ملتجی ہوا کہ پروردگار مجھہ گنہگار ناچیز کو بھی حضور کے سلسلۂ بیعت مین داخل فرما پھر تھوڑے عرصے کے بعد مجلس برخاست ہوی کمترین بھی واپس مکان کو آیا لیکن دل نہایت شاداں و فرحاں حضور ہی کے جانب کھینچا چلا جارہا ہے کہ دیکھہ کیسے کیسے عالم و فاضل قرآن و احادیث کے جاننے والے حضور سے شرف بیعت حاصل کرکے سرفراز ہو رہے ہین سبحان اللہ کیا تقدس ہے پھر اسکے ساتھہ ہی ساتھہ نہایت ہی سخت متحیر و متعجب رہا کہ ایسے مقدس بزرگ کی جو جامع علوم ظاہری و باطنی اور کاشف رموز قران و حدیث ہین بعضون نے ناحق و ناروا شکایت و مذمت کرتے ہین اسکی کیا وجہ ہے اور یہہ کیا بات ہے نہایت ہی حیران رہا اور اس امر کو کئی روز تک دل ہی دل مین سوچتا رہا مگر سمجھہ مین کچھہ نہ آیا۔ اتفاقاً ایک روز کسی دوست کے پاس گیا وہان لب لباب مثنوی شریف اردو مسمّی بہ باغ ارم پڑہی جاتی تھی سنکر دل نہایت مضطرب و بیقرار ہوا غرض اوس کتاب پاک کو وہان سے مستعار لے آیا اور تھوڑا تھوڑا ہمیشہ مطالعہ کرنے لگا جب چھٹا دفتر مطالعہ کر رہا تھا او رجس امر مین پریشان تھا اوس کا فیصلہ اوس دفتر مین پایا تب دلکو اکسولی حاصل ہوی وہ فیصلہ یہہ ہے

نور و ظلمت سے بنایا دو نشان | ایک آدم دوسرا ابلیس جان
سالہا یہہ دو مخالف ہین باہم | جنگ اور پیکار تھا تا اک جہنم
دیکھ دور مین جب ہابیل تھا | ضد نور اوس کا وہی قابیل تھا
نور ابراہیم پایا جب ظہور | ہو کھڑا نمرود دشمن بالضرور
فتنہ ان دونون مین ایک دن رہا | بعدہٗ آتش سے یہہ فتنہ مٹا
تھے غرض ہر دور مین یہہ دو فریق | تا کیئے فرعون کو موسٰے غریق
سالہا برپا رہے یہہ دو علم | آب رود نیل تھا اون کا حکم
پھر ہوا جب دور ختم المرسلین | دشمن اون کا تھا ابوجہل لعین

پھر اس فیصلہ کے بعد دلمین نہایت ہی ذوق و شوق پیدا ہوا کہ حضور سے شرف بیعت حاصل کرون ارادہ مصمم کرکے ایک روز دراقدس عالی پر حاضر ہوا سنا گیا کہ حضور علی الصباح بلدہ مین کسی مرید کے یہان تشریف فرما ہوے ہین مگر اس روز میرے حاضر ہونے کے قبل ہی سے دو چار مرید اہل بلدہ صاحب علم و فضل قدمبوسی کیلئے آئے ہوے تھے اون سے ملاقات کرنیکے بعد بسبیل تذکرہ اپنی سرگذشت از ابتدا تا انتہا تمام سنایا سنکر فرمانے لگے کہ بھائی ہم پر بھی علی ہذالقیاس واقعہ گذر آیا ہے جب ہم شیخ کے اوصاف و کمال سنکر اکثر سکندرآباد کے باشندون سے

شیخ کے پریشان حال ہوتے یا ملاقات کیلئے آتے ہوتے تو اکثر لوگ
غیر واقفہ حالات سمجھا کر راستہ ہی سے واپس کرا دیتے تھے تو ہم بھی ایک
عرصہ تک نہایت ہی حیران رہتے تھے مگر قسمت میں فضل الٰہی تھا جب شرف
بیعت حاصل ہوی تو غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اسمین یہہ بھید تھا وہ کیا یہہ ہے

شعر

کہاں تک کرو ہدایت کیا شیطان کوی کرکے لعنت	ادہر نہ دینا کسی کو آنے خدا کی راہ مین جلد ہی جانے

غرض جو سچے پیران طریقت ہین وہ جامع شریعت و حقیقت اور متبع سنت ہوتے ہین
وہ بیشک نائبان رسول اللہ اور ہادیان راہ الی اللہ ہین انکے مقابل مین اکثر
کور چشمان باطن یعنے زاہدان ظاہر درست باطن خراب جو ناواقف حقایق
شریعت ہین اور مشایخان خود پرست مشیخت مآب یعنے پیران پارسا جو
بے سمجہہ سِر حقیقت ہین کم فہمی سے اکثر قران و احادیث کے اسرار و معانی
اپنی خودرائی سے غلط مفہوم کرکے اپنے زعم فاسد مین برعکس نتیجہ پیدا کرتے
ہین اور بجائے توحید کے الحاد کے غار مین جا گرتے ہین پھر کبھہ اس ظلمت کدہ
سے نکلنے نہین پاتے ہین اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ (یا اللہ مت کر ہمارے کو ان مین سے) علاوہ برین طرفہ
یہہ کہ ایسے یاران خود غلط سراپا اشراک و الحاد مین گرفتار پھر از راہ بغض و
حسد خاصان حق کی جو شکایت و مذمت کرتے ہین گویا آفتاب پر خاک
اُچھالتے ہین اور طالبان حق کو راہ حق سے پھیر دیتے ہین شیخ کامل ناقص

دونون کی علامات و شناخت مولانائے رومی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مثنوی شریف مین جابجا نہایت ہی عمدہ تمثیلات کے ساتھہ ارشاد فرماتی ہین

دونون صورت گر ہو یکسان ہے روا	پانی کھارا میٹھا دکھتا ہے صفا
وہ ہی پہچانے جو صاحب ذوق ہے	تلخ و شیرین آب مین جو فرق ہے

میان شیخ کامل کا ملنا بھی فضل الٰہی پر موقوف ہے خدا تمہارے شوق کو زیادہ کرے اور جو تمنائے دلی ہے اوس کو بر لائے یہہ فرماکر وے حضرات و الیس بلدہ تشریف لیگئے اور یہہ کمترین اپنے گھر پھرا اوس کے ایک ہفتہ بعد یعنے بتاریخ بست ویکم شہر ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ حضور کے بیعت سے مشرف ہوا الحمد للہ ایسا کامل طبیب باطن کہ جس کا دست شفا اس ناقص کے ہاتھ لگتے ہی جملہ امراض مہلک جو نفس کے ظلمت مین پوشیدہ تھین ایکبارگی سب دور ہوگئین تب قلب مین رشد و ہدایت کا نور ایسا جلوہ گر ہونے لگا کہ تھوڑے ہی دنون مین حضور کے کمال افضال و توجہات و تعلیم و تلقین کے فیضان و برکات سے شرح صدر ہوا جہل و ضلالت کے خواب مین آنکھین جو بند تہین کھل گئین تو پس و پیش و یمین و یسار و تحت و فوق ہر ہر شئے سے وجود حق ہی نظر آنے لگا۔ تب یہہ اشعار مثنوی شریف کے اس کے قبل بسا اوقات اکثر شیخ کی زبان مبارک سے جو سنتا تھا یاد آئے۔ **مثنوی شریف**

ابلہان حیران آیا حق کجاست	بر زمین ست یا کہ او اندر سماست
یا کہ بر عرش عظیمش جائے اوست	یا کہ در خلد برین ماوائے اوست
حق عیانست اے برادر جاودان	تو عیان را گو چہ مجہولی نہان

غرض حطرف کو آنکھ اُٹھا کر غور کیا تو سوائے نور وجود کے کچھہ نہ پایا تب انا من نور اللہ و کل شئے من نوری کا خلاصہ سمجھہ مین آیا اور اسی ذوق مین گاہے گاہے کچھہ اشعار کہنے لگا تب چند احباب نے مجھہ کو اسبات پر مجبور کیا کہ ان کو یکجا جمع کر کے طبع کروا تا کہ ہم سب کو بھی دستیاب ہو ہر چند مین نے عذر کیا لیکن پذیرا نہوا پھر مکرر اسکر سخت مجبور کیا گیا تو حضرت قبلہ کی خدمت مین عرض کیا ارشاد ہوا کہ اگر تو مناسب سمجھتا ہے تو مختار ہے۔ غرض چار و ناچار طبع کا ارادہ کیا اور اُسکے ساتھہ ہی اپنی سرگذشت بھی جو کچھہ کہ تھی لطور ضمیمہ کے عرض کیا اور پھر جی مین آیا کہ اسکے ساتھہ بقدر ضرورت شئے و نور کی تعریف بھی لکھے تو مناسب ہے کیونکہ آجکل اکثر جاہل ناقص التحقیق تصوف کا دم مارتے ہین جس کو دیکھو اوس کے لب پر مسئلہ ہمہ اوست جاری ہے فی الحقیقت اس مسئلہ کی کنہ حقیقت سے ناواقف اور محض غافل ہین صرف عارفون کی باتین سُنکر یا اون کے تصانیف دیکھکر اپنی خود رائی سے حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھکر الحاد کے بھنور مین

غوطے کھا رہے ہین یا اللہ بفضلک العظیم و بحرمت محمد النبی الکریم اس
بھنور سے ڈوبتون کو نکال ۔ معلوم ہو کہ اگرچہ مسئلہ ہمہ اوست عین ایمان
ہے بشرطیکہ موافق کتاب و سنت ہوا ور مخالف شریعت نہو حق ہے مگر
بجہ نہایت ہی نازک ترین مسئلہ ہے اس مسئلہ کی کنہ حقیقت حاصل کرنے
کیلیئے شیخ محقق کامل روشن ضمیر صاحبدل چاہیئے اور اس مسئلہ کی تحصیل سے
کل اقسام شرک جلی و خفی و اخفی زایل ہو کر توحید کامل ہوتی ہے اور ایمان
تحقیقی حاصل ہوتا ہے ورنہ وہی پہلی حالت (محض کو لھو کا بیل) جو اس
خاکسار کی تھی یا محض امید و بیم کی چلکنی چیڑی با تونکی نری تھاپون مین
پڑے رہے نہ کنارہ ملے نہ کچھ کو لگے وہی مثل صادق آوے ۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے رہے
گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے رہے

اللہ ہی اپنا فضل کرے ۔

آغاز تعریف نور

نور لغت مین روشنی کو کہتے ہین اور اصطلاح صوفیہ مین ذات
اور ظل ذات کو کہتے ہین جیسے حق تعلےٰ خود اپنی کتاب پاک مین
فرماتا ہے ۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط یعنے اللہ نور ہے

آسمانون اور زمین کا و صحیح ہو کہ نور لغت مین جو روشنی کو کہتے
ہین باین معنی حق تعالے کو نور کہنا درست نہین کس واسطے کہ نور و ظلمت
یعنے روشنی و تاریکی یہہ باہم متضاد ہین یعنے ایک دوسرے کی ضد ہین
اور حق تعالے ان دونون ضد ونکا خالق ہے جیسے خود فرماتا ہے
وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ یعنے بنایا ظلمت و نور کو پس ان معنون پر
نور کا لفظ حق تعالے کی نسبت کہنا اور سمجھنا درست نہین مگر ہان نور ایک
ایک اسم ہے اسماء اللہ مین سے جو فی الحقیقت عین مسمیٰ ہی کہنا اور سمجھنا
درست ہے اور نیز نور سے اشارہ ہے طرف مرتبۂ وحدت کے کہ اُس
مرتبۂ وحدت مین اربعہ اعتبارات ذات سے نور ایک اعتبار ذات ہے
جو بالذات خود اپنے پر آپ روشن ہے نہ کہ زاید بر ذات کہ صفت اُسکی
ہو بلکہ بالذات خود پر خود روشن ہے لہذا اس مرتبہ مین نور عین ذات
اور ذات عین نور ہے اور اس مرتبہ مین نور واسطے اپنے خود پر آپ ہی
آپ ظاہر ہے اور واسطے غیر اپنے کے مظہر ہے اسواسطے صوفیہ کہتے
ہین النُّوْرُ ھُوَ الظَّاهِرُ لِنَفْسِهٖ وَالْمُظْهِرُ لِغَيْرِهٖ پس باین ہر دو
معنے اللہ کو نور کہنا درست ہے یعنے خود بخود ظاہر اور دوسرون کو ظاہر
کرنے والا لیکن یہان نور سے مراد ذات اور ذات سے مراد وجود اور وجود
سے مراد ہستی ہے اسواسطے محققین کے نزدیک نور حقیقی حق تعالے

ہی کی ہستی ہے کہ جملہ موجودات علوی و سفلی سب کے سب قبل از
ظہور جو ظلمت عدم مین مستور تھین سب اسی ایک نور وجود سے عرصہ
شہود مین ظاہر و موجود ہوئین ورنہ نفس الامر مین سب کے سب اپنی
ذات سے نیست و نابود ہین اسلئے حق سبحانہ تعالیٰ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ارشاد فرماتا ہے کیونکہ بغیر نور کے کسی شئے کا ظہور ہو ہی
نہین سکتا اسلئے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی صاف
اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُوْرِيْ ارشاد فرمایا ہے

آغاز تعریف شئے

شئے لغت مین موجود کو کہتے ہین اور اصطلاح صوفیہ مین شئے موجود
حقیقی اور ہست حقیقی کو کہتے ہین جو ذات بحت ہے مگر مجازاً موجودات
عالم مین سے ہر فرد موجود کو بھی شئے کہتے ہین کیونکہ کوئی صورت
موجودات عالم کی ذات الٰہی سے خالی نہین ہے یعنے حقایق عالم کی
صورتین جو علم الٰہی مین قرار پائے ہین وہ از خود وجود نہین رکھتے ہین
مگر موجود ہونے کی صلاحیت رکھتی ہین اسواسطے حق سبحانہ تعالےٰ اپنے
وجود بخشی سے اون کو خارج مین موجود فرمایا تو موجود ہین ورنہ بالذات
معدوم ہین یعنے جس صورت شئے مین ظہور وجود الٰہی کا نہین ہے وہ

شئے موجود ہی نہین ہو سکتی اسواسطے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے
اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہُ بَاطِلٌ ارشاد فرمایا ہے کیونکہ صورت
شئے کی بالذات عدمیت رکھتی ہے اسواسطے ماسوا اللہ جسکو عالم یا
اشیا کہتے ہین وہ باطل ہے یعنے لاشئے ہے اور جو لاشئے ہے وہ فی الحقیقت
نیست و معدوم ہے اور جو معدوم ہے اوسکا موجود ہونا بھی باطل ہے
کیونکہ حقیقت مین کسی صورت شئے کو بالذات وجود ہی نہین ہے بلکہ
حق تعالےٰ ہی ذوات اشیاء کی صور تو نمین خود جلوہ ظہور فرمایا ہے
یعنے حقیقت حق (وجود مطلق) ہی بصورت شئے صورت شئے پر
بکلی محیط ہے اسواسطے اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ارشاد ہوا ہے
پس شئے فی نفسہ صورت ہی کا نام ہے جیسے کہ وہ قبل از ظہور بالذات
عدمیت رکھتی تھی اسیطرح بعد از ظہور بھی صورت شئے کی بلفعل معدوم
ہے ۔ لہذا کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ ارشاد فرماتا ہے یعنے سوائے
ذات مطلق (وجود حق) کے صورت کل شئے کی جو ماسوا اللہ ہے ہر وقت
یعنے زمانہ ماضی و حال و استقبال ہر سہ زمانون مین ہلاک و فانی ہے
کیونکہ ذات ہر شئے کی فی نفسہ معدوم ہے بغیر نور مطلق (وجود حق)
کے کسی شئے کا از خود ظلمت عدم سے عرصۂ شہود مین ظہور ہی ہو نہین
سکتا ظلمت عدم سے وہی اعیان ثابتہ صور علمیہ مراد ہین جو حقایق

عالم اور ذوات خلق ہین یعنے اشیاء کی صورتین جو علم الٰہی مین ثابت
ہوے ہین بلا انفکاک خارج مین نور مطلق (وجود حق) سے ظاہر موجود
ہوے ہین لہذا بظاہر اشیاء موجود نظر آتی ہین اسواسطے موجودات عالم مین
سے ہر ہر فرد موجود کو مجازاً شئے کہتے ہین حالانکہ موجود اللہ ہی ہے اور
اشیاء معدوم ہین پس معدوم کا موجود ہونا محال ہے لہذا معدوم کو موجود
دیکھنا خطائے نظری ہے کیونکہ جو شئے قبل از ظہور خلق کے معدوم اور پیچھے
بعد از ظہور خلق کے فانی ہو وہ بالفعل بھی معدوم ہے مگر ہر شئے کی معدومیت کا
ادراک نہایت ہی دقیق نظر سے حاصل ہوتا ہے بجز نظر خواص کے نظر عوام سے
بالکل مخفی ہے تاوقتیکہ سر وحدۃ الوجود منکشف نہو ہر شئے کی بالفعل معدومیت
کا ادراک حاصل نہین ہوتا کس واسطے کہ لِکُلِّ شَیْءٍ وَجْهَانِ یعنے ہر شئے
جو ظاہر مین دکھلائی دیتی ہے وہ دو وجہ رکھتی ہے ایک وجہ ہستی دوسری
وجہ نیستی اور وجہ نیستی وجہ ہستی پر حجاب ہے تاوقتیکہ یہ حجاب نہ اوٹھے
شہود حق حاصل نہین ہوتا اور اس حجاب کا اوٹھنا شیخ کامل کے ارشاد پر موقوف
ہے شیخ کامل محقق صاحبدل وہ ہے کہ باوجود دو ضد یکجا جمع ہونے کے
(جو وجہ ہستی و وجہ نیستی ہے) ہر شئے مین دو جہت ایک جہت ہالک
اور ایک جہت باقی علیحدہ ثابت کر دکھلائے اور باعتبار احکام جدا جدا کانہ
کے عینیت با غیریت اور غیریت با عینیت ایسا ثابت کرے کہ ہر ہو

خلاف شرع شریف ہو اور موافق کتاب و سنت کے اوسپر دلیل ہو
کہین عبد رب ہوا اور رب عبد ہو کس واسطے کہ حقایق الاشیاء
ثابتۃ یعنے حقیقت ہر شئے کی ثابت ہے مبدل ہو نہین سکتی اگر مبدل
ہو تو قلب حقایق لازم آئیگا یہہ کفر ہے اور قلب حقایق محال و باطل ہے
یہہ نہایت نازک مقام ہے اس مقام مین بہتون نے توحید کے دہوکے
سے الحاد مین جا پڑے ہین اور حقیقۃ الشئی لا تنفک عن الشئی
یعنے حقیقت شئے کی شئے سے جدا نہین ہوتی ہے اکثر ناقص التحقیق نے
صوّر علمیہ اعیان ثابتہ کو جو ذوات خلق ہین عین ذات حق کہدیا یہہ سراسر
انکی غلط فہمی اور گمراہی ہے کیونکہ انہون نے یہہ خیال کیا ہے کہ علم
بغیر معلوم کے پایا نہین جاتا اور صفت علم کی عین ذات ہے لہذا ذات
الٰہی اور معلومات الٰہی جو صوّر علمیہ ہین عین یکدیگر ہین کہدیا ہے یہہ
بسبب غیر تحقیق و لاعلمی کے انکی محض غلطی و گمراہی ہے اور وہ جو بعض محققین
نے علم و عالم و معلوم ہر سہ مراتب عین یکدیگر ہین فرمایا ہے وہ من حیث
الاندراج مرتبہ ذات ہے نہ کہ صوّر علمیہ اعیان ثابتہ جو ذوات خلق متصف
بعدم اضافی و معلومات الٰہی ہین عین حق ہے نفرمایا چونکہ علم الٰہی و طرح
ثابت ہے چنانچہ۔

ما خدا از ازل دو علم بود		علم بالذات و علم ماہیات

بہ یقین ہر دو علم ثابت شد			کہ بود غیر ذات معلومات

یعنے ایک علم ذات دوسرے علم ممکنات جو حقایق عالم ہین اگرچیکہ ممکنات معلومات آلہی ہین بہ نسبت علم آلہی قدیم ہین مگر بہ نسبت احتیاج ذاتی متصف بحدوث ہین چونکہ وہ اپنی ذات سے خود بخود وجود نہین رکہتے ہین چنانچہ امام المحققین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین اَلْاَعْیَانُ مَا شَمَّتْ رَائِحَۃَ الْوُجُوْدِ یعنے اعیان ثابتہ نہین سونگھی بو وجود کی اسواسطے اعیان کو معلومات اور معدومات کہتے ہین کیونکہ حق سبحانہ تعالے حقایق عالم کی صورتون کو اول اپنے علم مین معلوم کریا اسواسطے اُن کو معلومات آلہی کہتے ہین اور معدومات اسواسطے کہتے ہین کہ اعیان فقط علم آلہی مین صورت علمی پکڑے ہین نہ کہ خارج مین اور بسبب موہوم ہونے کے اون کو معدومات کہتے ہین پھر علم اور عین مین اعیان وجود حق سے ہی موجود ہوے ہین نہ کہ اپنے آپ سے کس واسطے کہ غیر وجود حق تعالے کا معدوم محض ہے اور معدوم محض کا موجود ہونا محال و باطل ہے پھر باوجود علم آلہی مین ثابت رہنیکے بلا انفکاک اعیان کا ظہور خارج مین اس حکمت و صنعت سے ہوا ہے کہ اس کا علم و انکشاف کسی غیر اہل پر ظاہر نہین اور اس حقیقت ظہور مین عجیب و غریب حکمت ہے اکثر عارفان ناقص التحقیق نے اس مقام پر دہوکا کھا کر نری عینیت کے قایل

ہوئے ہین جو لوگ کے عبد و رب کی ذات اور وجود مین فقط عینیت محض بیان کرتے ہین اور اعتقاد رکھتے ہین اور غیریت ذاتی سے انکار کرتے ہین کافر و ملحد و بے دین ہین اور جو لوگ کے فقط غیریت محض کا ثبوت کرتے ہین اور عینیت وجودی سے انکار کرتے ہین وہ اہل ظواہر اور علمائے ناحقیقت شناس ہین محقق کامل موحد صاحبدل وہی ہے کہ دو ذات متغائر الحقیقت یعنی ذات عبد و ذات رب ہین با وجود ثبوت غیریت ذاتی کے پھر اون دونون مین اسطرح کی عینیت وجودی کو ثابت کرے کہ کسی طرح کی غیریت متصور ہی نہو کیونکہ ذوات اشیاء جو اعیان ثابتہ صور علمیہ ہین اُن کو فی نفسہ وجود ہی نہین ہے بلکہ وجود الٰہی ہی سے موجود و ظاہر ہوئے ہین تو پھر اشیاء موجودات کا وجود مغائر وجود الٰہی کیونکر ہو سکتا ہے اسواسطے وجود اشیاء کا عین وجود حق پھر از روے ذوات اشیاء کے حق غیر خلق اور خلق غیر حق ہے اسواسطے سلطان المحققین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فتوحات مکیہ مین فرماتے ہین فَهُوَ عَيْنُ كُلِّ شَيْءٍ فِي الظُّهُورِ وَمَا هُوَ عَيْنُ الْاَشْيَاءِ فِي ذَوَاتِهَا بَلْ هُوَ هُوَ وَالْاَشْيَاءُ اَشْيَاءُ یعنی بس وہی ہے عین سب چیزون کا ظہور مین اور نہین ہے وہ عین اشیاء کا اونکی ذات مین بلکہ وہ وہی ہے اور اشیاء اشیاء ہے یہ وجدان اور عقیدہ صوفیان کاملین

…ین ہے کا ظہور نہیں ہے اشیاء کا …ن اور یہ …ود کے اور اشیاء

کا ہے لہذا امن الازل الی الابد رب رب ہے اور عبد عبد ہے
بندہ کبھی خدا اور خدا کبھی بندہ ہو نہین سکتا یہہ محال ہے ورنہ قلب
حقایق لازم آویگا قلب حقایق کفر و باطل ہے پھر باوجود اسبات کے
عبد و رب مین عینیت حقیقی ثابت ہے جیسے عینیت حقیقی ثابت ہے اسیطرح
غیریت حقیقی بھی ثابت ہے جو ان دونون وجہ عینیت حقیقی و غیریت حقیقی
کا قایل ہے وہی موحد کامل محقق آگاہ دل ہے کیونکہ لِکُلِّ شَیْئٍ وَجْہَانِ
یعنے ہر شئے کے واسطے دو وجہ ثابت ہے ایک وجہ عینیت اور ایک وجہ
غیریت جسنے وجہ غیریت کو اٹھا دیا اور صرف عینیت کو ثابت کیا ہے
توحید اور حقیقت وحدۃ الوجود سے محض غافل اور نرا جاہل ہے اور وہ نزدیک
عارفان محققین کے منکر قرآن ملحد بیدین ہے کیونکہ یہہ ہر دو وجہ عینیت حقیقی
و غیریت حقیقی قران و حدیث سے ثابت ہین اور وہ جو بعض صوفیان کامل
اپنے تصانیف و تالیف مین عینیت حقیقی اور غیریت اعتباری فرماتے ہین
اس سے مراد فی الواقع ہے نہ کہ فی المجاز جب فی الواقع ہو تو وہ نفس الامر مین
غیر حقیقی ہے کسواسطے کہ وہ اعتبار حق ہے کسی معتبر مجازی کے تابع نہین ہے
کہ کوئی اعتبار کرے یا نہ کرے فی الواقع نفس الامر مین ثابت ہے ہر ہر کا
حکم ہر ہر پر جاری ہے بعضے نادان و ناواقف و نا اہل و ناتربیت یافتہ
کچے صوفی پکے ملحد اسم بے مسمی لباس درویشی سے مزین خطاب شاہ سے

مشتاقین صرف اون کتب کو مطالعہ کر کے کلمات صوفیہ کا اپنی طبیعت سے
من بھاوے معنے سمجھکر غلط فہمی اور خود رائی سے مست ہو کر عینیت حقیقی کا
دم مارتے ہین اور اصطلاحات صوفیہ سے بیخبر و بے نصیب و محروم ہین
چنانچہ مولانا رومی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مثنوی شریف مین فرماتے ہین۔

زان نصیبے نیست اہل قال را	اصطلاحاتیست مر ابدال را

علیٰ ہذا القیاس ہر ایک علم و فن کے اصطلاحات علیحدہ علیحدہ ہین چنانچہ
اصطلاحات متکلمین و اصطلاحات منطقین و اصطلاحات فقہیہ ہین و اصطلاحات
اطبا و اصطلاحات صوفیہ غرض ہر قوم کے اصطلاحات علیحدہ علیحدہ ہین
جبتک اون کے اصطلاحات سے بخوبی واقف نہون اون کی مراد سمجھنا
محال ہے اکثر نادان و ناواقف صرف اون کتب کا مطالعہ کر کے عینیت
حقیقی اور غیریت اعتباری بیان کرتے ہین اور اس اعتبار کو مجازی سمجھتے
ہین اور واقعی نہین جانتے ہین اور غیریت حقیقی سے انکار کرتے ہین جیسا
فرقہ سوفسطائیہ حقائق اشیاء کا منکر ہے سوفسطائیہ کہتے ہین کہ اگر ہم
پانی کو پانی سمجھہ لین تو پانی ہے یا اگر ہم اسی پانی کو آگ سمجھہ جائین تو آگ ہے
پس اگر ایسا اعتبار کر لین تو نہ واجب تعالےٰ کی حقیقت ثابت ہوگی اور نہ
ممکنات عالم کی ایسے اعتقاد سے احکام شرعیہ اور اسرار صوفیہ باطل و
بے اصل ہو جاتے ہین۔ صوفیہ مثل سوفسطائیہ کے عالم کو محض خیالات

بے حقیقت نہین کہتے ہین بلکہ بخلاف اوس کے صوفیہ کا اعتقاد یہ ہے
کہ حقایق الاشیاء ثابتہ یعنے حقیقت ہر چیز کی ثابت ہے پس حقیقت
واجب تعالے کی واجب تعالے کو ثابت ہے اور حقیقت ممکنات عالم کی
ممکنات عالم کو ثابت ہے اور قلب حقیقت محال ہے کیونکہ ذات خلق اور
ذات حق مین ابداً و ازلاً مغایرت حقیقی واقعی ہے کیونکہ ایک شے وجود اور دوسرا
عدم ہے چنانچہ مولانا جامی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب عقاید مین فرماتے ہین۔

از ہمہ در صفات وذات خدا	لیس شئ کمثلہ ابدا۔ نہین ہے شئے مانند وسکے

اور منازلات عروج اور مقام فنا اور مراتبات قرب مین سے
کسی مرتبہ مین بھی عبد رب اور رب عبد نہین ہوسکتا من الازل
الے الابد رب رب ہے اور عبد عبد ہے چنانچہ صاحب گلشن راز
فرماتے ہین۔

نہ ممکن از حد خویش بگذشت	نہ او واجب شد ونے واجب او گشت

ممکن اوسی شئے کا نام ہے جو فی نفسہ معدوم ہے اور جو شئے فی الحقیقت
معدوم ہوتی ہے وہ از خود موجود نہین ہوسکتی مگر واجب الوجود کی وجود بخشی سے
موجود ہوسکتی ہے اور اوسکے موجود ہونے کے یہی معنی ہین کہ وہ
موجود نما ہوسکتی ہے اسواسطے عالم کو ممکن الوجود کہتے ہین لیس اس
معنے پر وہ نیست ہست نما ہے اور حق (واجب الوجود) ہست نیست نما

ہے اسلیئے مقام ظہور مین حق اور خلق مین عینیت حقیقی از روے وجود و
ہستی متحقق ہے جیسا عینیت حقیقی متحقق ہے ویسا ہی غیریت حقیقی از روے
عدم و نیستی متحقق و ثابت ہے جیسا ملحدان ناقص التحقیق محض عینیت حقیقی کا دم مارتے
ہین اور غیریت حقیقی سے انکار کرتے ہین اور یہہ خیال کرتے ہین کہ غیریت
حقیقی کے قایل ہونے سے کہین وجود عبد و رب دو نہو جاے کہ جس سے
شرک ثابت ہو ویسا ہی اکثر علماے ظواہر اور فقہاے ناحقیقت شناس
بہی محض غیریت حقیقی پر اعتقاد رکھتے ہین اور عینیت حقیقی وجودی کے
قایل ہونے سے کہین ذات عبد و رب ایک نہو جاے کہ جس سے کفر
عاید ہو حاشا و کلا یہہ نہین جانتے کہ اہل تحقیق و ارباب تصوف جو عینیت کے
قایل ہین اُس سے عبد و رب ایک نہین ہو سکتے عبد عبد ہے اور رب
رب ہے کسی طرح کسی حال مین من الازل الی الابد رب عبد نہوگا اور عبد رب نہوگا عینیت ایک
وجہ سے ثابت ہے اور غیریت ایک وجہ سے ثابت ہے یہہ دونون وجہ
جسکی حقیقت بیان مذکور الصدر سے صاف واضح و لایح ہے اکثر جاہل اس
ستر عینیت و غیریت کو جیسا کہ اوس کی حقیقت ہے کسی شیخ کامل سے نہین
جانکر صرف چند کتب تصوف کو مطالعہ کرکے اپنی خود رائی سے من بہاے
معنی سمجھکر بغیر از مغایرت ذاتی کے محض عینیت کے ایسے قایل ہوے
ہین کہ آخر کو ملحد بن گئے ۔

مثنوی

ابھی خودرائی سے اس جادہ گذر	کر تلاش ایسا کوئی راہبر
پیر یا کوئی رہبر عقدہ کشا	راز دان لفضل حق اللہ ماشاء

جب تک شیخ کامل عارف صاحبدل جامع الاضداد نہ ملے یہہ نازکترین مسئلہ ہمہ اوست جو عین وحدت الوجود اور سرّ توحید ہے عینیت با غیریت اور غیریت با عینیت مطابق کتاب و سنت کے عین ایمان ہے حاصل نہین ہوتا فی زماننا دیکھا جاتا ہے کہ اکثر حضرات مشائخین اپنے مریدون کو (جو طالبان الٰہی ہین) صرف ذکر و اذکار ہی پر اکتفا کراتے ہین اور لطائف ستہ کے جاری ہو جانے ہی کو غایت قرب اور وصل مقصود ٹھہرا لیتے ہین اور معرفت عبد و رب سے بالکل نا آشنا رکھتے ہین اور کبھی ان سے کوئی انکا انیس و جلیس جو عرفان سے باخبر ہے کسی موقع پر بسبیل تذکرہ اگر کچھہ کلمات عرفان زبان پر لائے تو سنکر گھبراتے ہین اور سخت متحیر ہو جاتے ہین اور پوچھتے ہین کہ جس کو معرفت کہتے ہین وہ کیا چیز ہے اور کیا بات ہے اسکی حقیقت کیا ہے ولے ری افسوس صد ہزار افسوس ایسے طالبان الٰہی پر جو عرفان سے اسقدر نا آشنا ہین اور بغیر عرفان کے ناحق اپنی عمر کو ضائع و تلف کرتے ہین اور بعض مشائخین علی العموم طالبان الٰہی کو صرف چند مختصر اسرار معرفت بلا غیریت محض عینیت ہی تلقین و ارشاد کرتے ہین جس سے اکثر مریدین عبادات شرعیہ اور معمولات صوفیہ سے دست بردار ہو کر راہ

سلوک سے بیخبر و بے بہرہ اور جذب و عشق سے محروم و بے نصیب رہتے ہین پھر اُن مین سے بعض مریدین کم فہم اون کے ارشاد تلقین کا مضمون غلط سمجھکر کے اپنے خیالات فاسدہ اوہام باطلہ مین برعکس حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھکر ہمہ اوست کا دم مارتے ہین اور بجائے توحید الحاد کے بھنور مین غوطے کھاتے ہین پھر اُن مین سے بعضے اشغال ملاحدہ اور تصورات نامشروعہ پر اپنا رنگ جماتے ہین اور زعم فاسد مین اپنے تئین عاشق الٰہی جانتے ہین چنانچہ مولانائے رومی علیہ الرحمۃ مثنوی شریف مین فرماتے ہین -

عاشق تصویر وہم خویشتن	کے بود چون عاشقان ذوالمنن

واے افسوس صد ہزار افسوس ہے کہ کیا اپنی اوقات وہم و قیاس مین خراب کرتے ہین - غرض یہہ سب لاعلمی کا باعث ہے اسیواسطے اول علم شرط ہے بعد عمل مشروط ہے جب تک شرط حاصل نہو مشروط کا وجود ثابت نہین ہوتا - چنانچہ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین -

چو شمع از پے علم باید گداخت	کہ بے علم نتوان خدا را شناخت
برو دامن علم گیر استوار	کہ علمت رساند بدار القرار
میاموز جز علم گر عاقلے	کہ بے علم بودن بود غافلے
ترا علم در دین و دنیا تمام	کہ کار تو از علم گیرد نظام

کیونکہ عمل بغیر علم کے ناقص ہے لہذا بغیر عرفان و معرفت کے صرف اذکار و افکار و اشغال تصورات سے مقصود حقیقی حاصل نہیں ہوتا ہے تاوقتیکہ نفس کی شناخت ہو معرفت حق حاصل نہیں ہوتی جب معرفت حق ہی حاصل نہ ہو تو پھر تقرب الہی کیسے نصیب ہوگی یقین مانو کہ قول صادق مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ شاہد ہے اسیواسطے خودشناسی پر مقدم ہے - چنانچہ مولانا روم فرماتے ہین - مثنوی

خودشناسی فرض باشد ای فلان	کار دیگر ہیچ پوچ و ہیچدان

اور بعضون نے فقط رسمی طریقہ فاتحہ وغیرہ پڑہکر کلاہ و کفنی اور شجرہ و گلدامنی عطا کردیتے ہین صرف اسی بضاعت پر پیری و مریدی و فقیری کو منحصر کیا ہے ولے پیری و مریدی اسوقت کی سوائے رسم و عادت کے اور کچھہ نہین کیونکہ اسوقت اکثر حضرات اسم بے مسمی لباس درویشی سے مزین اور خطاب شاہ سے مشین حق و باطل کی تمیز ندارد خود راہ حق سے بے خبر من عرف اور قد عرف سے بے بہرہ ہین وہ مرید کو کیا خاک راہ حق بتا سکتے ہین وہی مثل ہے کہ خفتہ راخفتہ کے کند بیدار و اے برین اوصاف حمیدہ اگر کوئی سچا طالب سوائے الفضل ایزد تعالی شیخ ثانی کامل محقق سے تجدید بیعت کرے اور اپنی مراد کو پہونچے تو اس سے ناخوش ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ فلان اچھا نہین کیا ہم سے منکر و منحرف ہوگیا ہم کافی

نفس کی شناخت اپنے رب کی پہچان

نہین سمجھنے والے افسوس ہے کہ مقصود حقیقی تو حق سبحانہٗ تعالےٰ ہے نہ کہ خود پیر ہان البتہ پیر رہنما ہے اس بارگاہ عالی کی راہ کا اور وسیلہ ہے قرب حق سبحانہٗ کا۔ بشرطیکہ اُس سے علم و عرفان حاصل ہو اور اسرار دقایق و انوار حقایق منکشف ہو چنانچہ صاحب گلشن راز علیہ الرحمۃ فرماتے ہین۔

مریدی علم دین آموختن بود	چراغ دل بنور افروختن بود

نہ کہ فقط رسم و عادت کیموافق کلاہ و شجرہ لے لین اور راہ حق سے بے خبر رہین افسوس ہے اُس مرید پر جو ایسے پیر پر (کیا ہم کافی نہین تھے) اعتقاد کر بیٹھ رہے اور کسی شیخ دیگر پیر کامل عارف صاحبدل کیطرف رجوع نہو اور طلب حق مین اپنا قدم آگے نہ بڑہائے اور بعضے مریدین ناقص الخیال اس خیال خام مین مست ہین کہ پیر من خس است و اعتقاد من بس است اور کہتے ہین کہ جیسے خدا ایک ہے اور رسولؐ ایک ہے پیر بھی ایک چاہیئے لہذا باین خیال وہ تجدید بیعت اور تعدد پیر روا نہین رکھتے یہہ انکی کمال نادانی و لاعلمی کا باعث ہے اگر کتب تواریخ و تذکرہ مطالعہ فرماتے تو البتہ معلوم ہوتا کہ اکثر حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ نے سوائے پیر ارادت کے اکثر پیرون سے استفاضہ حاصل کیا ہے۔ چنانچہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ السامی کے متعدد بیعت کرنے کا ذکر تذکرۃ الاولیا مین صاف ظاہر ہے۔ **بیت**

ایک سو تیرہ پیر پایا ہے		فیض اُن سے کثیر پایا ہے

اور سوائے اسکے خود سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس
سرہ العزیز اپنی کتاب مین یون تحریر فرماتے ہین کہ مین نے سہ صد و
ہشتاد و چہار شیخ یعنے تین سو اسّی پر چار پیرون سے بیعت کیا مگر
اسلام حقیقی حاصل نہوا اگر سیّدنا امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے نہ ملتا ہین اور نہ بیعت کرتا تو کافر مرتا بطفیل امام ہمام اسلام حقیقی
حاصل ہوا غرض یہہ کہ اکثر اولیاء اللہ نے پیرون کا تعدد جائز فرمایا ہے
چنانچہ پیر ارادت پیر خرقہ پیر صحبت پیر تعلیم ایک پیر سے خرقۂ ارادت پہنا ہے
اور دوسرے سے تعلیم طریقت پایا ہے اور تیسرے سے فیض صحبت حاصل
کیا ہے لیکن ان سب مین پیر تعلیم زیادہ مستحق ہے اس کی رعایت زیادہ
کرنی چاہیئے کس واسطے کہ وہ مرید کو حق تعالےٰ کے دربار کا راستہ
بتلاتا ہے اور وہ روحی تربیت و پرورش فرماتا ہے اور باب قرب
تک پہنچاتا ہے اسیواسطے حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
نے اپنے مکتوبات مین تحریر فرمایا ہے کہ باوجود شیخ اول کے زمانۂ حیات
مین اگر کوئی طالب مولا اپنا رشد و ہدایت دوسرے شیخ کی خدمت
مین زیادہ دیکھے اور اپنے دل کو اُس کی صحبت مین حق تعالےٰ کی جانب
زیادہ رجوع پاوے تو بے اذن شیخ اول کے دوسرے شیخ سے طلب

ہدایت و تجدید بیعت کرے تو جائز ہے لیکن چاہیے کہ شیخ اول سے
ہرگز انکار نکرے اور اسکو سوائے نیکی کے یاد نکرے غرض الحاصل
یہہ ہے کہ اگر شیخ کامل رکھتا ہو تو اپنے تئین بلا ضرورت اور بغیر عذر کے
دوسرے شیخ سے رجوع نہ کرے کس واسطے کہ بلا ضرورت ہر جگہہ بیعت
کرنا برکت کو کھو دیتا ہے ہان اگر سخت ضرورت ہو یا عذر معقول ہو
جیسے وفات پیر کے بعد یا بغرض رشد و ہدایت زمانہ حیات مین وہ ایسا
دور ہو کہ ملاقات کی توقع باقی نہو یا وہ نزدیک ہو اور کامل بھی ہو
اسکے خدمت مین اپنے لیئے اپنے حق مین رشد و ہدایت نہ دیکھے اور
نہ پاوے یا اگر ناقص ہو تو ایسی سب حالتوں مین تجدید بیعت و طلب
ہدایت شیخ ثانی و ثالث سے جائز ہے پس جہان ہدایت و جمعیت دل پائی
جاوے بے توقف اپنے تئین رجوع کرنا چاہیئے اور شیطانی وسوسون
سے پناہ مانگنی چاہیئے کس واسطے کہ دل مین اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ
ایک پیر سے بیعت کرنے کے بعد خواہ اوس سے رشد و ہدایت و
جمعیت حاصل ہو یا نہو پھر دوسرے پیر سے تجدید بیعت کرنی جائز
نہین یہہ بھی ایک خطرۂ شیطانی ہے کہ طالب حق کو راہ حق سے
باز رکھتا ہے غرض پیر کامل و پیر ناقص کی شناخت اور مدح وذم
اور بیعت اور تجدید بیعت اور غیر بیعت اور اوسکی منفعت و مضرت

اور راہِ سلوک اور توحید و عرفان ایمان و ایقان اسلام و احسان جسکا بیان نہایت ہی شرح و بسط کے ساتھ مولانا و مرشدنا و سیدنا حضرت سید جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بینظیر مثنوی شریف مین مرقوم فرمایا ہے جس کا ہی چاہیے مطالعہ فرمائے اور اوسکے موافق اپنا ہر معاملہ اختیار کرلے شیخ کامل بھی طالب الٰہی کو فضل الٰہی ہی سے ملتا ہے شیخ کامل وہی ہے جو طالب حق کو حق سبحانہٗ تعالےٰ کے دربار کا راستہ بتلاتا ہے اور مقام قرب تک پہنچاتا ہے جب کسی کو ایسا شیخ کامل ملجائے اور بیعت سے سرفراز فرمائے تو اپنی خوش نصیبی سمجھکر اوسکی اطاعت مین ہمہ تن حاضر رہے اور اسکے ارشاد پر اپنا دل وجان قربان کرے۔ جیسا مولانا مرشد کے حق مین ارشاد فرماتے ہین مثنوی

اے مرا تو مصطفےٰ من چون عمر	از برائے خدمتت بندم کمر

جب کسی کو ایسا شیخ کامل ملجاے اور بیعت سے سرفراز فرمائے تو وہ اپنی خوش نصیبی سمجھکر اوس کی اطاعت و خدمت مین حاضر و غائب ظاہر و باطن اپنے تئین یکسان رکھے اور اوسکے ارشاد پر اپنا دل وجان قربان کرے جیسا مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین۔

مثنوی

چون گرفتی پیر ہین تسلیم شو	ہمچو موسےٰ زیر حکم خضر رو

آنکه جان بخشد اگر بکشد رواست	نائب است و دست او دست خدا
گو نبی وقت خویشست اے مرید	تا از و نور نبی آید پدید

الحاصل مولانا فرماتے ہین کہ اطاعت مرشد عین اطاعت رسول ہے اور اطاعت رسول عین اطاعت خدا ہے جسنے اطاعت پیر سے مُنھ پھیرا اوسنے اطاعت رسول سے مُنھ پھیرا جسنے اطاعت رسول سے منھ پھیرا وہ گمراہ وہلاک ہوا پس مرید کیلئے اولاً اطاعت پیر فرض راہ طریقت ہے چنانچہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ سے ثابت ہے مفسرین ومحققین نے فرمایا ہے کہ عارفین کے نزدیک اولی الامر سے مراد مشایخ اور پیران طریقت ہین کہ اہل سلوک کی تعلیم وتربیت مین مشغول رہتے ہین اور سالک کو اُنکی فرمانبرداری ضرور ہے چنانچہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی فرمایا ہے۔

شعر

سالک نرود بے مددی پیر بجائے	بے زور کمان رہ نبرد تیر بجائے

پس جب تک شیخ کی اتباع واطاعت ظاہر وباطن دل وجان سے نکرلے اُس کو کچھہ حاصل نہین ہوتا کیونکہ جبتک شیخ سے نسبت حاصل نہو رسول سے نسبت حاصل نہین ہوگی اسیواسطے اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ۔ حدیث شریف مین آیا ہے اسی حدیث کا ترجمہ

اپنی خود رائی سے اس جادہ گذر	کر تلاش اچھا سا کوئی راہبر
پیر یا کوئی رہبر عقدہ کشا	راز دان لفضل اللہ یا شاہ

جب تک شیخ کامل عارف صاحبدل جامع الاضداد نہ ملے یہ نازکترین مسئلہ ہمہ اوست جو عین وحدت الوجود اور سر توحید ہے عینیت باغیریت اور غیریت باعینیت مطابق کتاب و سنت کے عین ایمان ہے حاصل نہیں ہوتا فی زمانا دیکھا جاتا ہے کہ اکثر حضرات مشائخین اپنے مریدین کو (جو طالبان الٰہی ہیں) صرف ذکر و اذکار ہی پر اکتفا کراتے ہیں اور لطائف ستہ کے جاری ہو جانے ہی کو غایت قرب اور اصل مقصود ٹھہراتے ہیں اور معرفت عبد و رب سے بالکل نا آشنا رکھتے ہیں اور کبھی ان سے کوئی انکا انیس و جلیس جو عرفان سے باخبر ہے کسی موقع پر بسبیل تذکرہ اگر کچھ کلمات عرفان زبان پر لائے تو سنکر گھبرا لیتے ہیں اور سخت متحیر ہو جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ جس کو معرفت کہتے ہیں وہ کیا چیز ہے اور کیا بات ہے اسکی حقیقت کیا ہے ولے افسوس صد ہزار افسوس ایسے طالبان الٰہی پر جو عرفان سے اسقدر نا آشنا ہیں اور بغیر عرفان کے ناحق اپنی عمر کو ضائع و تلف کرتے ہیں اور بعض مشائخین علی العموم طالبان الٰہی کو صرف چند مختصر اسرار معرفت بلا غیریت محض عینیت ہی تلقین و ارشاد کرتے ہیں جس سے اکثر مریدین عبادات شرعیہ اور معمولات صوفیہ سے دست بردار ہو کر راہ

سلوک سے بیخبر و بے بہرہ اور جذب و عشق سے محروم و بے نصیب رہتے ہین پھر اُن مین سے بعض مریدین کم فہم اون کے ارشاد و تحقیق کا مضمون غلط مفہوم کرکے اپنے خیالات فاسدہ اوہام باطلہ مین بر حکس حقائق باطل اور باطل کو حق سمجھکر ہمہ اوست کا دم مارتے ہین اور سچائے توحید الحاد کے بھنور مین غوطے کھاتے ہین پھر اُن مین سے بعضے اشغال ملاحدہ اور تصورات نامشروعہ پر اپنا رنگ جماتے ہین اور زعم فاسد مین اپنے تئین عاشق الٰہی جانتے ہین چنانچہ مولانائے رومی علیہ الرحمۃ مثنوی شریف مین فرماتے ہین -

عاشق تصویر وہم خویشتن	کے بود چون عاشقان ذو المنن

ولے افسوس صد ہزار افسوس ہے کہ کیا اپنی اوقات وہم و قیاس مین خراب کرتے ہین - غرض یہ سب لاعلمی کا باعث ہے اسیواسطے اول علم شرط ہے بعد عمل مشروط ہے جب تک شرط حاصل نہو مشروط کا وجود ثابت نہین ہوتا - چنانچہ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین -

چو شمع از پے علم باید گداخت	کہ بے علم نتوان خدا را شناخت
برو دامن علم گیر استوار	کہ علمت رساند بدار القرار
میاموز جز علم گر عاقلے	کہ بے علم بودن بود غافلے
ترا علم در دین و دنیا تمام	کہ کار تو از علم گیرد نظام

کیونکہ عقل بغیر علم کے ناقص ہے لہذا بغیر عرفان و معرفت کے صرف اذکار و افکار و اشغال و تصورات سے مقصود حقیقی حاصل نہین ہوتا ہے تا وقتیکہ نفس کی شناخت نہو معرفت حق حاصل نہین ہوتی جب معرفت حق ہی حاصل نہو تو پھر تقرب الٰہی کیسے نصیب ہوگی یقین مانو کہ قول صادق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ شاہد ہے اسیواسطے خودشناسی خداشناسی پر مقدم ہے - چنانچہ مولانا روم فرماتے ہین - **مثنوی**

خود شناسی فرض باشد ای فلان	کار دیگر ہیچ پوچ و ہیچ دان

اور بعضون نے فقط رسمی طریقہ فاتحہ وغیرہ پڑہکر کلاہ و کفنی اور شجرہ وگلدامنی عطا کردیتے ہین صرف اسی بضاعت پر پیری و مریدی و فقیری کو منحصر کیا ہے ولے پیری و مریدی اسوقت کی سوائے رسم و عادت کے اور کچھہ نہین کیونکہ اسوقت اکثر حضرات اسم بے مسمی لباس درویشی سے مزین اور خطاب شاہ سے مشین حق و باطل کی تمیز ندارد خود راہ حق سے بے خبر من عرف اور قد عرف سے بے بہرہ ہین وہ مرید کو کیا خاک راہ حق بتا سکتے ہین وہی مثل ہے کہ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار و اے برین اوصاف حمیدہ اگر کوئی سچا طالب محولے الفضل ایزد تعالے شیخ ثانی کامل محقق سے تجدید بیعت کرے اور اپنی مراد کو پہونچے تو اس سے ناخوش ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ فلان اچھا نہین کیا ہم سے منکر و منحرف ہوا کیا ہم کافی

جس نے پہچانا اپنے نفس کو پہچانا اپنے رب کو

نہین سمجھنے والے افسوس ہے کہ مقصود حقیقی تو حق سبحانہٗ تعالےٰ ہے نہ کہ خود پیران الہند پیر رہنما ہے اس بارگاہ عالی کی راہ کا اور وسیلہ ہے قرب حق سبحانہٗ کا۔ بشرطیکہ اُس سے علم و عرفان حاصل ہو اور اسرار دقایق و انوار حقایق منکشف ہو چنانچہ صاحب گلشن راز علیہ الرحمۃ فرماتے ہین۔

مریدی علم دین آموختن بود	چراغ دل بنور افروختن بود

نہ کہ فقط رسم و عادت کیمو افق کلاہ و شجرہ لے لین اور راہ حق سے بے خبر رہین افسوس ہے اُس مرید پر جو ایسے پیر پر دکیا ہم کافی نہین سمجھے) اعتقاد کر بیٹھ رہے اور کسی شیخ دیگر پیر کامل عارف صاحبدل کیطرف رجوع نہو اور طلب حق مین اپنا قدم آگے نہ بڑہائے اور بعضے مریدین ناقص الخیال اس خیال خام مین مست ہین کہ پیر من خس است و اعتقاد من بس است اور کہتے ہین کہ جیسے خدا ایک اور رسولؐ ایک ہے پیر بھی ایک چاہیے لہذا باین خیال وہ تجدید بیعت اور تعدد پیر روا نہین رکھتے یہہ انکی کمال نادانی و لاعلمی کا باعث ہے اگر کتب تواریخ و تذکرہ مطالعہ فرماتے تو البتہ معلوم ہوتا کہ اکثر حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ نے سوائے پیر ارادت کے اکثر پیرون سے استفاضہ حاصل کیا ہے۔ چنانچہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ السامی کے متعدد بیعت کرنیکا ذکر تذکرۃ الاولیا مین صاف ظاہر ہے۔ بیت

ایک سو تیرہ پیر پایا ہے	فیض اُن سے کثیر پایا ہے

اور سوائے اسکے خود سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز اپنی کتاب مین یون تحریر فرماتے ہین کہ مین نے سنہ صد و ہشتاد و چہار شیخ یعنے تین سو اسّی پر چار پیرون سے بیعت کیا مگر اسلام حقیقی حاصل نہوا اگر سیّدنا امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ ملتا مین اور نہ بیعت کرتا تو کافر مرتا بطفیل امام ہمام اسلام حقیقی حاصل ہوا غرض یہہ کہ اکثر اولیاء اللہ نے پیرون کا تعدد جائز فرمایا ہے چنانچہ پیر ارادت پیر خرقہ پیر صحبت پیر تعلیم ایک پیر سے خرقۂ ارادت پہنا ہے اور دوسرے سے تعلیم طریقت پایا ہے اور تیسرے سے فیض صحبت حاصل کیا ہے لیکن ان سب مین پیر تعلیم زیادہ مستحق ہے اس کی رعایت زیادہ کرنی چاہیے کس واسطے کہ وہ مرید کو حق تعالےٰ کے دربار کا راستہ بتلاتا ہے اور وہ روحی تربیت و پرورش فرماتا ہے اور باب قرب تک پہنچاتا ہے اسیواسطے حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات مین تحریر فرمایا ہے کہ باوجود شیخ اول کے زمانۂ حیات مین اگر کوئی طالب مولا اپنا رشد و ہدایت دوسرے شیخ کی خدمت مین زیادہ دیکھے اور اپنے دل کو اُس کی صحبت مین حق تعالےٰ کی جانب زیادہ رجوع پاوے تو بے اذن شیخ اول کے دوسرے شیخ سے طلب

ہدایت و تجدید بیعت کرے تو جائز ہے لیکن چاہیئے کہ شیخ اول سے
ہرگز انکار نکرے اور اسکو سوائے نیکی کے یاد نکرے مختصر الغرض الحاصل
یہ کہ اگر شیخ کامل رکھتا ہو تو اپنے تئین بلا ضرورت اور بغیر عذر کے
دوسرے شیخ سے رجوع نہ کرے کس واسطے کہ بلا ضرورت ہر جگہہ بیعت
کرنا برکت کو کہو دیتا ہے ہان اگر سخت ضرورت ہو یا عذر معقول ہو
جیسے وفات پیر کے بعد یا بغرض رشد و ہدایت زمانہ حیات مین وہ ایسا
دور ہو کہ ملاقات کی توقع باقی نہو یا وہ نزدیک ہو اور کامل بھی ہو
اسکے خدمت مین اپنے لیئے اپنے حق مین رشد و ہدایت نہ دیکھے اور
نہ پاوے یا اگر ناقص ہو تو ایسی سب حالتو نمین تجدید بیعت وطلب
ہدایت شیخ ثانی و ثالث سے جائز ہے پس جہان ہدایت و جمعیت دل پائی
جاوے بے توقف اپنے تئین رجوع کرنا چاہیئے اور شیطانی وسوسون
سے پناہ مانگنی چاہیئے کس واسطے کہ دل مین اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ
ایک پیر سے بیعت کرنے کے بعد خواہ اوس سے رشد و ہدایت و
جمعیت حاصل ہو یا نہو پھر دوسرے پیر سے تجدید بیعت کرنی جائز
نہین یہہ بھی ایک خطرۂ شیطانی ہے کہ طالب حق کو راہ حق سے
باز رکھتا ہے غرض پیر کامل و پیر ناقص کی شناخت اور مدح و ذم
اور بیعت اور تجدید بیعت اور غیر بیعت اور اوسکی منفعت و مضرت

اور راہ سلوک اور توحید و عرفان ایمان و ایقان اسلام و احسان جسکا
بیان نہایت ہی شرح و بسط کے ساتھ مولانا و مرشدنا و سیدنا حضرت
سید جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب
بینظیر مثنوی شریف مین مرقوم فرمایا ہے جس کا جی چاہے مطالعہ فرمائے
اور اوسکے موافق اپنا ہر معاملہ اختیار کرلے شیخ کامل بھی طالب الٰہی کو
فضل الٰہی ہی سے ملتا ہے شیخ کامل وہی ہے جو طالب حق کو حق سبحانہ
تعالیٰ کے دربار کا راستہ بتلاتا ہے اور مقام قرب تک پہنچاتا ہے جب
کسی کو ایسا شیخ کامل ملجائے اور بیعت سے سرفراز فرمائے تو اپنی خوش نصیبی
سمجھکر اوسکی اطاعت مین ہمہ تن حاضر رہے اور اوسکی ارشاد پر اپنا دل
وجان قربان کرے ۔ جیسا مولانا مرشد کے حق مین ارشاد فرماتے ہین مثنوی

اے ہرا تو مصطفےٰ من چون عمر	از برائے خدمتت بندم کمر

جب کسی کو ایسا شیخ کامل ملجاے اور بیعت سے سرفراز فرمائے تو وہ
اپنی خوش نصیبی سمجھکر اوس کی اطاعت و خدمت مین حاضر و غائب
ظاہر و باطن اپنے تئین یکسان رکھے اور اوسکے ارشاد پر اپنا دل
وجان قربان کرے جیسا مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین ۔

مثنوی

چون گرفتی پیر ہین تسلیم شو ۔	ہمچو موسے زیر حکم خضر رو

آنکه جان بخشد اگر بکشد رواست	نائب است و دست او دست خداست
گو نبی وقت خویش است اے مرید	تا ازو نور نبی آید پدید

الحاصل مولانا فرماتے ہین کہ اطاعت مرشد عین اطاعت رسول ہے اور اطاعت رسول عین اطاعت خدا ہے جسنے اطاعت پیر سے منھ پھیرا اوسنے اطاعت رسول سے منھ پھیرا جسنے اطاعت رسول سے منھ پھیرا وہ گمراہ و ہلاک ہوا پس مرید کیلئے اولاً اطاعت پیر فرض راہ طریقت ہے چنانچہ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ سے ثابت ہے مفسرین ومحققین نے فرمایا ہے کہ عارفین کے نزدیک اولی الامر سے مراد مشایخ اور پیران طریقت ہین کہ اہل سلوک کی تعلیم وتربیت مین مشغول رہتے ہین اور سالک کو انکی فرمانبرداری ضرور ہے چنانچہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی فرمایا ہے۔

شعر

سالک نرود بے مددی پیر بجائے	بے زور کمان رہ نبرد تیر بجائے

پس جب تک شیخ کی اتباع واطاعت ظاہر وباطن دل وجان سے نکرے اوس کو کچھہ حاصل نہین ہوتا کیونکہ جبتک شیخ سے نسبت حاصل نہو رسول سے نسبت حاصل نہین ہوگی اسیواسطے اَلشَّیۡخُ فِیۡ قَوۡمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیۡ اُمَّتِہٖ۔ حدیث شریف مین آیا ہے اسی حدیث کا ترجمہ

مولانا فرماتے ہین ۔

کو نبی وقت خویش است ای مرید ۔۔۔ تا ازو نور نبی آید پدید
مگسل از پیغمبر ایام خویش ۔۔۔ تکیه کم کن بر فن و بر کام خویش
چون تو کردی ذات پیری را قبول ۔۔۔ ہم خدا آمد و ہم ذات رسول
ہر کہ او عاشق نشد بر روئے پیر ۔۔۔ کے شود آخر ز حق نعمت پذیر

مرید جب تک اپنے پیر کے ساتھ عشق و محبت پیدا نکرے اور اوس کے حقوق اور آداب کی رعایت نہ رکھے اور اوسکی اتباع و اطاعت نکرے اوس کو کچھہ حاصل نہین ہوتا چنانچہ حقوق پیر مین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب رسالہ مبدا و معاد مین نہایت ہی شرح و بسط کے ساتھ تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالے کے انعامون اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانون کے بعد پیر کے حقوق سارے ارباب حقوق سے زیادہ ہین کس واسطے کہ ولادت ظاہری اگرچہ ماں باپ سے متعلق ہے مگر ولادت باطنی پیر سے تعلق رکھتی ہے ظاہری ولادت کی زندگی چند روزہ ہے اور باطنی ولادت کی زندگی حیات ابدی ہے اور مرید کے باطنی نجاستون کو اپنے قلب و روح سے پیر ہی پاک و صاف کرتا ہے اور اوسکے دل کو آئینہ بناتا ہے پیر ہی کے وسیلہ سے مرید خدا تک پہونچتا ہے پس وہ وسیلہ دنیا اور آخرت کے

سب سعادتوں سے بہتر و برتر ہے کس واسطے کہ اس وسیلہ کے ذریعہ سے کفر جبلی کو چھوڑ کر اسلام حقیقی قبول کرتا ہے۔ پس پیر کی قبولیت مین مرید اپنی سعادت سمجھے اور پیر کے رد و انکار مین مرید اپنی شقاوت تصور کرے کس واسطے کہ مرید جبتک پیر کی مرضیات مین آپ کو نابود نکرے اللہ تعالے کی مرضیات کو نہین پہونچسکتا۔ پس مرید کے لئے اصل شقاوت ناخوشی و نامرضی پیر مین ہے اللہ سبحانہٗ تعالی ہر ایک مرید پیر طریقت کو اس آفت عظیم سے بچاوے کس واسطے کہ ہر گناہ کا علاج ممکن ہے مگر آزار ناخوشی پیر کا کوئی علاج نہین ہے جبتک کہ خود پیر راضی و خوش نہو پیر کے ناخوشی اور بد اعتقادی سے مرید نہایت ہی سخت مرض مہلک لاعلاج مین گرفتار ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابوجعفر امیر ماہ بھڑائچی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب رسالہ المطلوب فی عشق المحبوب مین تحریر فرماتے ہین کہ ناخوشی مرشد مین مرید سات طرح کی آفت مین گرفتار ہوتا ہے وہ یہ ہے۔

اول اعراض دوسرے حجاب تیسرے تفاصل چوتھے سلب مزید پانچوین سلب قدیم چھٹوین تسلی ساتوین عداوت

ان ساتون اقسام آفت کی شرح ایک تمثیل مین تحریر فرماتے ہین وہ یہ ہے کہ اگر عاشق سے کوئی حرکت ناپسندیدہ معشوق کے واقع ہو تو

معشوق اول عاشق سے اعراض کرتا ہے یعنے منہ پھیر لیتا ہے جب
عاشق کو لازم ہے کہ جلد اوسیوقت معذرت و استغفار مین مشغول ہووے
کہ معشوق پھر اُس سے راضی ہوجاوے اور اوسکی جانب توجہ فرماوے
ورنہ اوسی خطا پر جما رہے اور عذر پیش نکرے تو وہ اعراض حدّ حجاب
تک پہونچتا ہے جب عاشق پر واجب ہوتا ہے کہ اوس کے اعتذار اور
توبہ مین کوشش کرے اگر جب بھی اوسنے اوسمین تقصیر کی تو وہ حجاب
تفاصل کے درجہ تک پہونچتا ہے یعنے جدائی کا باعث ہوتا ہے اول فقط
اعراض تھا عذر نکرنے سے حجاب بنگیا پھر بھی خطا باقی رہنے سے تفاصل
کا سبب ہوا پھر جب بھی اگر وہ اوس قصور پر مُصر ہے تو وہ سلب مزید کا
باعث ہوجاتا ہے سلب مزید وہ ہے کہ ذوق طاعت و عبادت
اُس سے چھین لئے جاتی ہے ۔ لِکُلِّ شَیْءٍ عُقُوْبَۃٌ وَعُقُوْبَۃُ الْمُحِبِّ
اِنْقِطَاعُہٗ عَنْ ذِکْرِہٖ پھر اگر اوسکے بعد بھی عذر نکیا اور عفو نچاہا تو وہ
سلب قدیم کا باعث ہوجاتا ہے وہ یہ ہے کہ جو طاعت و عبادات
سلب مزید سے پہلے رکھتا تھا وہ سب اُس سے سلب کر لئے جاتے ہین
اگر اوسکے بعد بھی روبراہ نہ لایا تو حضیض تسلی مین آپ کو گرایا یعنے
اوسکے دل نے اس جدائی پر آرام پایا پھر بھی رجوع نہوا اور سستی
کیا تو عداوت کے درجہ پر پہونچا دوست سے دشمن قرار دیا گیا یعنے

مذکورہ بالا کے چھ درجہ تک بھی متنبہ نہوا اور اپنے تئین رجوع نہ کیا اوس وقت یار در پے آزار ہوتا ہے پھر ایسی حالت مین توبہ قبول نہین ہوتی نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْہَا۔ اب اس کا علاج نہایت ہی سخت دشوار ہے بلکہ ناممکن چنانچہ مقتدائے اہل شریعت وطریقت حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ پھر اوسکی دوا اور علاج کیا ہے۔ آپنے جواب دیا کہ ایک عالم اس حالت مین مبتلا ہے۔ مَنْ غَمَّضَ عَیْنَہٗ عَنِ اللہِ طَرْفَۃَ عَیْنٍ لَمْ یَھْتَدِ اَبَدًا ط نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْ ذَالِکَ اللہ تعالے اپنے فضل وکرم سے جملہ پیروان طریقت کے ہر ایک مرید کو ایسی حالتون اور لغزشون سے تادم زیست محفوظ رکھے مولانائے رومی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مثنوی شریف مین جابجا اتباع وخوشنودئ پیر کے لئے مرید کو سخت تاکید فرمایا ہے چنانچہ ناخوشی مرشد مین تحریر فرماتے ہین

مثنوی

گر بجا آید دلش رستید ازان	ترجمہ	ورنہ نومید ید وساعد ہا گزان
گر ہوا دل ان کا خوش تو تم چھٹے		ورنہ کاٹو ہاتھ تم پھر یاس سے

یعنے مولانا فرماتے ہین کہ جب مرشد ناخوش ہو تو مریدون کو چاہئے کہ جلد مرشد کو اپنے راضی کرین ورنہ رفتہ رفتہ جب غضب الٰہی مین گرفتار ہو جائین اور روسیاہ بنین پھر بچنا انکا محال ہے اور

مولانا فرماتے ہین

مثنوی

ہرچہ بر تو آید از ظلمات و غم	آن زبیباکی وگستاخیست ہم
بدز گستاخی کسوف آفتاب	شد عزازیلے زجرات رد باب

یعنے تجہپر جو رنج و غم آئے تو جان لے کہ وہ تیری گستاخی و بے ادبی و بیباکی کا باعث ہے - آفتاب کو گہن بسبب گستاخی و بے ادبی کے ہوا ہے اور شیطان بھی بسبب گستاخی و بے ادبی کے باعث مردود و خوار ہوا ہے اور بے ادب فقط تنہا خوار و زار نہین ہے بلکہ وہ اپنے ساتھ ایک عالم کو خوار زار کرتا ہے جیسا مولانا فرماتے ہین -

مثنوی

بے ادب تنہا نہ خودرا داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد -

یعنے وہ خود تنہا بلا مین نہین پڑتے ہین بلکہ اپنے ساتھ ایک جہان کو بلا مین ڈالتے ہین یعنے اون کی بے ادبی اور گستاخی سے ایک جہان قہر الٰہی مین گرفتار ہوتا ہے کیونکہ سنت اللہ یہی جاری ہے کہ ایک کی شامت گناہ سے کل جہاز کو ڈبو دیتا ہے -

اللھم احفظنا اسیواسطے مولانا جناب باری مین التجا کرتے ہین

مثنوی

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از لطف رب

یعنے مولانا فرماتے ہین کہ خداوند عالم سے ہین توفیق ادب کی چاہتے ہین کس واسطے کہ بے ادب لطف رب سے محروم ہین - یہ کمترین خادمان بھی از دل و جان شب و روز جناب باری ہین ملتجی ہے کہ خداوند اپنے فضل و کرم سے اس گنہگار کو اور تمام احباب کو جو برادران دینی واخوان یقینی ہین علے الخصوص ارادتمندان ہر پیر طریقت کو اپنے اپنے شیخ کی اطاعت واتباع نصیب فرما اور توفیق ادب کی عطا فرما -

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم بحرمت النبی سید المرسلين جد الحسن والحسين ابی القاسم محمد الرسول الله صلے الله عليه وآله واصحابه وسلم اجمعين برحمتك

یا ارحم الراحمين

اگرچہ رسالہ یہ ہے مختصر	بھرا اسمین ہے سِرِّ حق سربسر
عزیزو لکھا مینے جو کچھ کہ ہے	خلافِ شرع اسکو مت جانئے
رہ انبیا اولیا ہے یہی	وہ جانے اسے جو ہے حق کا ولی
سمجھو خلاف اسکے جسنے کیا	وہ مردودِ حق اور کافر ہوا
کھلے سب یہ محبوب کب سرِّ حق	بجز پیر کامل کے ہے یہ ادق

لیس فی الدار الا ہو

رمز اے جان جہان جسنے کہ جانا تیرا
اُسنے دیکھا ہے تجھے اور ہے بہی پانا تیرا

وہم کو جسنے خودی کے ہی نکالا دل سے
اوسکو ہر پل مین میسر ہے نظارا تیرا

عرش و کرسی پہ ترا جلوہ ہے ساری لیکن
خاص ہو مومن ہی کے دلمین ہے ٹھکانا تیرا

کیا ڈرائیگی مجھے گرمیٔ مہر محشر
مجھکو کافی ہے فقط مہر سہارا تیرا

دل جو بیدار ہوا تب یہ سمجھ مین آیا
کہین عاشق کہین معشوق کہانا تیرا

آئینہ دل کا دُہلے گرد خودی سے پورا
اب تو ممکن نہین دیکھوں نہ تماشا تیرا

سب مین ہے عکس ترا تو ہی ہے سب سے
دونو عالم ہین فقط آئینہ جا تیرا

تا دم حشر مجھے یاد رہیگا یا پیر
مردیکو زندۂ جاوید بنانا تیرا

مجھکو معلوم ہے جو عشق و ہوس مین ہے فرق
زاہد خشک نہ کہاؤں کبہی دہوکا تیرا

وہ جہان رہتے ہین مین دیکھ لیا کرتا ہون
مجھپہ احسان ہے اے دیدۂ بینا تیرا

بخت یاور ہے ترا کیا کرے کوئی محبوب ۲
گرچہ بن جائے عدو ایک زمانہ تیرا

جیتے جی چھوٹون نہ مین ہرگز ثنائی مصطفا — مرتے دم لب سے نہ نکلے کچھ سوائی مصطفا

ہو گیا ہی دلسے جو اپنے فدائے مصطفا — حشر کے دن ہو گا وہ زیر لوائے مصطفا

کچھ نظر آتا نہین مجھکو سوائے مصطفا — بھر گئی ہے کسقدر سر مین ہوائے مصطفا

ہے عبادت کی بضاعت پاس کچھ نکچھ — بخشدے یارب گنہ میری برائے مصطفا

ہو چکی منزل فنافی الشیخ کی جسکی تمام — اوسکو حاصل کیون نہو ہر دم لقائے مصطفا

لوٹ جائینگے بلا پرسش فرشتے قبر سے — منہ سے نکلیگی مرے جبدم صدائے مصطفا

صاحب باطن نہوا انسان تو یہ کیونکر کھلے — مصطفے احق کی جگہ ہین حق بجائے مصطفا

کچھ مدینہ پر نہین موقوف غافل آ ادہر — تجھکو ہر شئے مین دکھادون مین لقائے مصطفا

اپنی آنکھون مین بھرون کحل جواہر کیطرح
ہاتھ گر محبوب آئے خاک پائے مصطفا

ازل سے دلسے ہون دلدادہ ایسا غوث اعظم کا — کہ ہر شئے مین نظر آتا ہی جلوا غوث اعظم کا

ہوا غل دیکھکر مجھکو یہ عرصات قیامت مین — چلو سر کو ہٹو آتا ہی شیدا غوث اعظم کا

پئے بخشش نہین ہے پاس میرے گو کوئی نیکی — یہی بس ہے کہ ہو نہین نام لیوا غوث اعظم کا

برابر ہین ولی اللہ سب نوشاہ حضرت ہین — نہ کیونکر ہر کس و ناکس ہو بندا غوث اعظم کا

چلے جائینگے بے پرسش نکیرین آکے مرقد سے — کرونگا بعد مردن شور جب یا غوث اعظم کا

جگر مین داغ ہین دل مین تصور آنکھ مین جلوہ — کوئی دیکھے تو مین عاشق ہون کیسا غوث اعظم کا

نکیون ہمیر قدم سے نار دوزخ سرد ہو جائے — فدائی ہون معین الدین حسن کا غوث اعظم کا

نواسے ہیں رسول اللہ کے معشوق ہیں رب کے
کسی سے ہو بیاں کس طرح رتبہ غوث اعظم کا

گنہ ہوں پر عبث رو رو کے اپنی جان کھوتا ہے
تجھے محبوب کافی ہے وسیلا غوث اعظم کا

ازل سے سر میں ہے سودا معین الدین چشتی کا
دکھا یارب مجھے روضہ معین الدین چشتی کا

لکھا ہے ذا حبیب اللہ تھا پیشانی کے اوپر
بیاں کس منہ سے ہو رتبہ معین الدین چشتی کا

نکیوں اہل زمانہ آپ پر قربان ہو جائیں
خدا تک ہی تو ہے شیدا معین الدین چشتی کا

ادھر جن و بشر واصف ادھر حور و ملک واصف
کہو کس جا نہیں چرچا معین الدین چشتی کا

مرے بلبل گلو نیرہ ہوں فدا شمع پہ پروانے
مگر مجھکو تو ہے سودا معین الدین چشتی کا

بلاشک اسکو ہوگی سرخروئی دین و دنیا میں
جو دل سے ہو گیا شیدا معین الدین چشتی کا

یہی ہے التجا محبوب کی ہر روز و شب یا رب
رہے سر پر مرے سایا معین الدین چشتی کا

تماشا ہے رخ زیبا رحیم اللہ چشتی کا
زمانہ کیوں نہ ہو شیدا رحیم اللہ چشتی کا

بشر کی کیا حقیقت ہے ملک بھی عاشق ہیں جنکے
کہو کسکو نہیں سودا رحیم اللہ چشتی کا

مریضوں کو شفا دیتے ہیں مقصد مستمندوں کو
جہاں میں فیض ہے کیا کیا رحیم اللہ چشتی کا

جو دیکھے آپکو کہدے نکر نہ وہ اللہ کو دیکھو
بنا ہے حق نما چہرہ رحیم اللہ چشتی کا

یہاں جو تشنہ لب آیا ہوا سیراب دم بھر میں
نہ مطلب دین و دنیا سے نہ مولا کی مجھے خواہش

کرشمہ ہے یہ ادنا سا رحیم اللہ چشتی کا
رہے ہے پیش نظر جلوہ رحیم اللہ چشتی کا

مجھے ہوتا ہے دیدار الٰہی دمبدم محبوب
ہوا ہوں جب سے میں بندا رحیم اللہ چشتی کا

عشق کے مکتب میں جب ہو درس بسم اللہ کا
پردۂ لا میں ہے روشن نور الا اللہ کا
عبد و رب میں ہے حقیقی عینیت اور غیریت
درگہ خواجہ کا رتبہ کم نہ جانو زاہدو
عینیت بے غیریت اور غیریت بے عینیت
کون ہوں سمجھا ہے کیا محبوب مجھکو آپ نے

بندگی پائے نہ کیوں درجہ فنا فی اللہ کا
جو یہ سمجھا ہے وہ حق ہے ولی اللہ کا
گر نہ ہو باور تو دیکھا دل کلام اللہ کا
خم رہا کرتا ہے سر یاں ہر گدا و شاہ کا
توبہ توبہ جو یہ سمجھے ہے وہ بھٹکا راہ کا
ہوں غلام کمترین خواجہ رحیم اللہ کا

تم نہ سمجھو گے زبان محبوب خالق کو کبھی۔
ورنہ کب جائز ہے کہنا پھر کلام اللہ کا

سخت دشوار ہے سبکے لئے پانا دلکا
دل نہ ہوتا تو یہ مخلوق نہ ہوتی ہرگز
مصحف محض کو نافہم سمجھتے ہیں دل

پیر کامل ہی سے ملتا ہے ٹھکانا دلکا
دل زمانہ کا ہے باعث تو زمانا دلکا
حال جاتا ہے تو دل والوں نے جانا دلکا

کچھہ تو اوس پردہ نشین کی ہی کشش کا باعث — ورنہ کچھہ وجہ نہین آپ پہ آنا دل کا
ہون ہم دو تو تو نام اُسکا ملاقات نہین — وصل کہتے ہین جسے وہ ہے مٹانا دل کا
وہ رہے رویت دیدار سے محروم نہ کیون — جسنے بھید اے دل بیتاب نجانا دل کا
دل ہی کے ساتھہ ہین سب راز حقیقت موقوف — جام جمشید بھی فرضی ہے نمونا دل کا

ہو نصیب اوسکو نہ کیون جلوۂ حق ای محبوب
جسکو معلوم ہے آئینہ بنانا دل کا ۱

بعثت دنیا مین ہوا ہے صاحب لولاک کا — عرش سے کیونکر دو بالا ہو نہ رتبا خاک کا
ذات حق ہرگز مقید ہو نہین سکتی کبھی — چھوڑ دے ای زاہد نادان گمان افلاک کا
جان جبتک جسم مین ہی یار کی کرلے تلاش — فخر ہے غافل عبث تجھکو زر و پوشاک کا
تصفیہ ہو روح کا بے پیر ممکن ہی نہین — خاک کے پُتلے کو لازم ہی تردد خاک کا
جان لے یہہ خوب تو دریاے کثرت مین کبھی — ڈوبنا ممکن نہین ہے وحدتی پیراک کا
دونون عالم حق مین میری آئینہ خانہ بنے — سرمہ آنکھون مین لگایا تمنے جب ادراک کا

عبد و رب کا مل کوئی کیون کر ہو حضرت کے سوا
تو نہ کر محبوب دعوا ہوکے پتلا خاک کا ۲

اُٹھا کے آنکھ جو مینے ہر ایک سو دیکھا — تجھی کو ایک زمانہ مین خوب رو دیکھا

ہوائے شوق مین تیری جو بینے کی گلگشت
ہر ایک پھول مین تیرا ہی رنگ و بو دیکھا

مٹایا دل سے جو دعوئے رائی و مرئی
نظر اوٹھائی تو بس خود کو چار سو دیکھا

نہ کیون پڑا رہون در پر تری گدا بنکر
یہی ہے کعبہ بہت کر کے جستجو دیکھا

صدا مین سنتے تھے ہم جس سرِ سخن اقرب کی
خدا کی شان ہے آج اسکو روبرو دیکھا

جو بات منہ سے نکلتی ہے ایک گالی ہے
عجیب آپکا یہہ طرزِ گفتگو دیکھا

یقین دعوئے تقوا ہو کس طرح محبوب
تمہارے ہاتہہ مین جب ساغر و سبو دیکھا ۴

کیا بتائین کہ ہمنے کیا دیکھا
جب خودی مٹ گئی خدا دیکھا

صلح کل اور کسکو کہتے ہین
ہمنے دشمن کو آشنا دیکھا

ہے موحد مری نظر کیا کیا
بُت مین بھی جلوۂ خدا دیکھا

یون تو لاکھون ہین رہنما لیکن
کوئی رہبر نہ آپ سا دیکھا

نہین ہوتا کبھی خدا بندہ
بندہ بندہ خدا خدا دیکھا

برہمن دیر مین ہے کعبہ مین شیخ
جلوۂ یار جا بجا دیکھا۔

شخص حق ہے تو عکس ہے احمدؐ
شان آدم کو آئینہ دیکھا

مدعی لاکھ شور کرتے ہین
واصل حق کو بے صدا دیکھا

ہو ہمہ اوست یا کہ ہو ہمہ زوست
ہمنے اپنے لئے روا دیکھا

نہو بندہ تو پھر خدا کیسا
ساتھہ ہی بندے کے خدا دیکھا

کسکو تجھہ سی نصیب ہوئین آنکھین — کسنے تجھکو ترے سوا دیکھا
وصل بھی اک مقام حیرت ہے — یان نہ بندہ نہ یان خدا دیکھا
لوگ کہتے ہین نفس مرتا ہے — پر اوسے جسنے ذہی لقا دیکھا
وَہُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُم — یہہ نہ سمجھا تو تونے کیا دیکھا

۱۱
بے خودی وجہ قربت حق ہے
ہمنے محبوب بارہا دیکھا

ایک جا نور و نار کو دیکھا — صنعت کردگار کو دیکھا
کہہ اوٹھا آج حق کا ہے دیدار — ہمنے جب شکل دار کو دیکھا
تجھہ سی صورت نکوئی آئی نظر — یون تو ہمنے ہزار کو دیکھا
مست وہ کیون نہ شکل بلبل ہو — جسنے اوس گلعذار کو دیکھا
پڑھہ لیا دل مین سورۂ واللیل — ہمنے جب زلف یار کو دیکھا
خوش کیا غیر کو مجھے ناخوش — آپ کے اختیار کو دیکھا

۱۲
فیض مرشد سے ہمنے اے محبوب
اپنے گھر ہی مین یار کو دیکھا

مئے محبت مین تیرے ساقی عجب طرحکا سرور دیکھا
جہان مین جس چیز پر نظر کی اوسمین تیرا ظہور دیکھا

کسیکو حسرت سے ہے راحتون کی گلہ کسیکو ہے آفتون کا
الٰہی بندون کو تیرے ہمنے جہان مین ناصبور دیکھا

کہین دوئی کا جرا ہوا یدل گئی دوئی تو ہوا یہہ حاصل
سمجھتے تھے ہم تجھے خود سے دور جسکو اوسیکو اپنے حضور دیکھا

تو ہی مضل ہے تو ہی ہے ہادی تو ہی رحیم اور تو ہی ہے ظالم
تجھی سے ہے اتفاق سب مین تجھی سے سارا فتور دیکھا

خودی کو کہویا تو اوسکو پایا خود مین آیا تو اوسکو کہویا
انہین لگا ہون سے عمر بھر تک خدا کو نزدیک و دور دیکھا

خدا رکھے پیر کے کرم نے بنا دیا ہے موحد ایسا
جدہر اوٹھائے نگاہ ہمنے اودہر تجھی کو ضرور دیکھا

اگرچہ فاعل ہے خیر و شر کا خدا ہی محبوب ہمنے مانا
جو فعل ہوتے ہین تجہہ سے شر کے ترا ہی اسمین قصور دیکھا

رشک سے اغیار کا ٹکڑے جگر ہونے لگا
کوچۂ محبوب تک میرا گذر ہونے لگا

آج کس کا آفتاب حسن ہے پرتو فگن
ذرہ ذرہ غیرت شمس و قمر ہونے لگا

مرکے بھی ہے اضطراب خاطر مضطر وہی
تختۂ مرقد مرا زیر و زبر ہونے لگا

بوسہ گن گنکر جو لیتا ہون تو وہ فرماتے ہین
حشر کا دن ہے حساب خیر و شر ہونے لگا

اک نہ اک آفت رہا کرتی ہے میری جان پر
تہم گیا جب درد دل درد جگر ہونے لگا

اب نہین ممکن قیامت تک درستی قوم کی
عیب بھی اپنے لئے گویا ہنر ہونے لگا

ہوگیا جب رحمت دلدار کا ہم کو یقین
آگئی جب موت تو زخمونکے بہائی گر پڑے
مرگیا ہین تو مری میت پہ وہ فرماتے ہین
نالے سن سنکر مرے وہ غیر سے یون کہتے ہین

کہیل کی اک بات فی کر خیر فی شہر ہونے لگا
دل تڑپ کر خاک پر بے بال و پر ہونے لگا
آپ کا کس کی اجازت سے سفر ہونے لگا
اب مرا مظلوم بھی بیداد گر ہونے لگا

داغ دل سے ہوگیا محبوب یہہ ثابت مجھے
آفتاب حشر کا سینہ مین گھر ہونے لگا

جہان مین کسطرح دیدار حق کا ہو نہین سکتا
کبیرا جرم ہے غافل سمجھہ خود کو نہ تو موجود
جدا ہین حال کی باتین جدا ہین قال کی باتین
سمجھہ مرشد کو تو مسجود الیہ مسجود لہ حق کو
تو پہلے علم وحدت سیکھکر ہو بعد کو عامل
حقیقت جو ہے ہر شے کی مبدل ہو نہین سکتی
جدا ہے ذات دو تو سے تیری قرآن شاہد ہے

اگر ہو دیکہنے والا تو کیسا ہو نہین سکتا
سوا حق کے وجود اسکا کسیکا ہو نہین سکتا
انا کہکر کوئی منصور اصلا ہو نہین سکتا
جو سجدہ پیر کو کرتے ہین بیجا ہو نہین سکتا
وگرنہ ثمرہ بہبود پیدا ہو نہین سکتا
نجا تو خود کو حق کو ایک ایسا ہو نہین سکتا
خدا تو ہو سکے کیونکر تو بندا ہو نہین سکتا

۱۵ ہوا جو موتو قبل ان تموتو جیتے جی محبوب
رہا زندہ ہمیشہ پھر وہ مردا ہو نہین سکتا

اپنی پہچان نہین جسکو وہ انسان نہین
ہے یہ قرآن مین لکھا

پہر تو اسلام نہین دین ہہین ایمان نہین
خود کو خود جاننا موجود ہے شرک اخفا۔
جسنے یہہ بات نجانی وہ مسلمان نہین
اوسنے پایا تجہے بس مرنے کے آگے جو مرا۔
ہو خودی جس مین وہ پائے تجہے امکان نہین
روح مخلوق ہے اوس کو نہ سمجہہ ذات خدا۔
کفر کی بات نکر گر تجہے عرفان نہین۔
وہ ترے ساتھ ہے اسطرح ملے یہ جان لے تو
تجہہ سے اک دم بہی جدا حضرت سبحان نہین
یان بجز حق کے کوئی غیر نہین ہے حق کا۔
کیا تجہے قالو بلا کا بہی ذرا دہیان نہین
مین ترے ساتھ رہون ساتھ چلون ساتھ پہرون
یہی حسرت ہے مرے دل مین کچہہ ارمان نہین
عینیت غیریت ان دونونکا جامع ہے کوئی۔
ورنہ ملحد ہے فقیری اوسے شایان نہین
دم مین دم ہو تو رہے اپنے ہی ہمدم سے کام
تیرا محبوب کوئی اور نگہبان نہین
سرسری جسکی ان اشعار پہ پڑ جائے نظر
شیخ محبوب کا اس قسم کا دیوان نہین

مصطفے نے ہی کہا
جلد اس مرز کو پا
وہ ہی مرد و خدا
اسکو اسلام ملا
بڑی مشکل کی ہی جا
حق نہین ہے اس سے جدا
پیر کامل کو تو پا
جسطرح گلمین ہو بو
کیون ہی غفلت مین پڑا
حقکو کیون بہولگیا
کیا اقرار جو تہا
دو دم ہی نہون
میر شاہد ہی خدا
جانو کامل ہے وہی
وہ ہی شیطان سے سوا
صبح سے لے تا شام
ذات مرشد کی سوا
اسکو ہو جائے خبر
راز ہی اسمین بہرا

آپ مین جسنے تجھے اے مہ تابان پایا
اوسنے اسلام لیا اُسنے ہی ایمان پایا

کعبہ و دیر مین ہم ڈھونڈھتے پھرتے تھے جسے
عاقبت خانۂ دلمین اُسے مہمان پایا

یان جو اندھا ہے وہ عقبے مین تجھے کیا دیکھے
وہی دیکھیگا وہان جسنے تجھے یان پایا

یون تو ہین نام کے دیندار کروڑون لیکن
اپنے مرشد کے مریدونکو مسلمان پایا

نسبت و اسم و تعین کا جو اوٹھا پردہ
کفر و اسلام کو ہر طرح سے یکسان پایا

مصحف رخکا ترے کون نہین ہے عاشق
جسکو دیکھا ہی اوسے حافظ قرآن پایا

ہے مرے پیر کا دربار وہ ماشاءاللہ
ایک مخلوق کو بےدینو نے ایمان پایا

آپسے پیر زمانے مین کہان ہین یا پیر
راز دشوار کو بھی آپسے آسان پایا

پیر و مرشد کے تصدق سے کہون کیا محبوب
تھا جو کچھ راز نہان سینے درخشان پایا

شب مری بزم مین گر وہ مہ تابان ہوتا
شمع گل ہوتی تو آئینہ بھی حیران ہوتا

ہم نہ دیکھین تو یہ ہے اپنی بصارتکا قصور
آینہ کلکے کو کہتا جو وہ پنہان ہوتا

نحن و اقرب کی خبر خاص جو سن لی ہوتی
دیر و کعبہ مین ترا کیون کوئی جویان ہوتا

رہتا اُس مصحف رخ کا جو تصور تجھکو
قسم اللہ کی تو حافظ قرآن ہوتا

ساری مخلوق سے مرغوب نہوتی گر خاک
اسطرح دلمین مرے کا ہیکو مہمان ہوتا

توجدا مجھسے جو ہوتا تو ضرور اے جانان
ہوتا مخلوق تو مین قالب بیجان ہوتا

مین تو کیا جن و ملایک بھی یہی کہتے ہین
خوب ہوتا جو مین خاک در جانان ہوتا

گر لباس بشری مین ہون مگر حیوان ہون — جانتا اپنی حقیقت تو مین انسان ہوتا

رحیم اللہ کا خادم جو نہوتا محبوب
رہتا کافر ہی مین ہرگز نہ مسلمان ہوتا

کیون نہ جانب خواجہ بخت راہبر ہوتا — میرے آہ و نالے مین کچھ بھی گر اثر ہوتا
ہر کوئی اگر اے دل خود سے باخبر ہوتا — پھر ولی زمانہ مین کیون نہ ہر بشر ہوتا
اے رقیب الفت مین کاش جان دی ہوتی — تو بھی تو مری صورت غیرت خضر ہوتا
اے فلک پہنچ جاتا بخت سے جو مین اجمیر — پھر تو عتبہ خواجہ اور میرا سر ہوتا
ایک تیرے پردے مین سبکی نگین جانین — ورنہ کب کوئی جانبر تجھکو دیکھکر ہوتا
جب رقیب بدخو کو تمنے سر چڑھایا ہے — کیون نہ پھر دماغ اوسکا آسمان پر ہوتا
مین دکن مین افتادہ سب چلے سوئے اجمیر — کاش اپنی قسمت سے مین بھی ہم سفر ہوتا
پیر ہی نہو جسکا اوس کا پیر شیطان ہے — میری بات کا قایل کیون نہ ہر بشر ہوتا

١٩
تھی خرابیان لکھی قوم کے مقدر مین -
ورنہ عیب اے محبوب آج کیون ہنر ہوتا

دیکھتا میری صفائی کو تو ششدر ہوتا — مجھکو آئینہ سمجھتا جو سکندر ہوتا
عام گر خلق مین توحید کا ساغر ہوتا — کیون نہ ہر اک کو ترا وصل میسر ہوتا

سنگ اسود کیطرح چومتے زائر مجھکو
اپنی ہستی کو اگر ہم بھی فنا کر جاتے
خلد کی پھر نہ تمنا کبھی ہوتی مجھکو
رہنما کے مرے ہوتے نہ قدم مجھکو نصیب

تری دہلیز کا قسمت سے جو پتھر ہوتا
رات دن پیش نظر وہ مہ انور ہوتا
کوچۂ یار میں رہنا جو میسر ہوتا
اے غم عشق تو میرا جو نہ رہبر ہوتا

کرتے محبوب طواف دل اقدس جو کبھی
ایک حج آپ کا سو حج کے برابر ہوتا

مرض اون کی الفت کا پہلا ہے کیا کیا
جو خود رفتہ میں ہوں تو آئینہ حیران
جو مل جائے وہ بت تو آنکھوں میں رکھ لوں
برائی بھی دیکھی بھلائی بھی دیکھی
ترے حسن کی کیسی کیسی ہے شہرت
دغا باز مکار جھوٹا ستمگر

ہر اک کو تلاش مسیحا ہے کیا کیا
ترے حسن سے فتنہ برپا ہے کیا کیا
بھری ہیں مرے دلمیں تمنا ہے کیا کیا
کہیں کیا کہ دنیا میں دیکھا ہے کیا کیا
مرے عشق کا سب میں چرچا ہے کیا کیا
وہ خود ہو کے مجھکو سمجھتا ہے کیا کیا

مرے شعر ہیں یا کہ معشوق محبوب
کہ جن پر ہر اک شخص شیدا ہے کیا کیا
۲۱

تو یقین تو ہی گمان تھا مجھے معلوم نہ تھا
مثل خورشید عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

میری غفلت ہی نے رکھا تھا مجھے تجھ سے دور | تھا وہیں تو میں جہان تھا مجھے معلوم نہ تھا
متلاشی میں رہا واسطے جسکے برسون | وہ مرے دلمیں نہان تھا مجھے معلوم نہ تھا
خود میں تھا میں تو سمجھتا تھا کہ تو عرش پہ ہے | ساکن ہر دو جہان تھا مجھے معلوم نہ تھا
کھلگیا ہو کے فنا ہی جو ترا ثابت نور | تو ہی قالب تو ہی جان تھا مجھے معلوم نہ تھا
اسم و آثار و صفت جتنے ہین سب تیری تھے | مین ہی بے نام و نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا

رحیم اللہ نے دی حق کی خبر اے محبوب
ورنہ کیا تھا مین کہان تھا مجھے معلوم نہ تھا

پھر کہان ظلمت جو دلمین نور پیدا ہو گیا | جلوۂ حق کا میری گھر مین تماشا ہو گیا
موت کیسی کسکو کہتے ہین قیامت اعظو | ہم کو مر کر موت سے آگے زمانا ہو گیا
تجھے جو بے نام و نشان ہم وصل جانان ہوئے | اسم و نسبت کا ہماری حق مین پردا ہو گیا
جسطرف دیکھا نظر آیا نہ کوئی جز ترے | میرے حق مین عالم اک آئینہ خانہ ہو گیا
خاکپائے پیر و مرشد جب بنی کحل البصر | کور مادر زاد سے مین حق کا بینا ہو گیا
فیض سے خواجہ رحیم اللہ شاہ چشتی کے مین | کہہ سکون کیا متہ سے کیا تھا اور اب کیا ہو گیا

۴۳
صوفی صوفی کہتے ہین رند اسکو بتلاتے ہین رند
کام کا محبوب بھی دنیا مین رسوا ہو گیا

مجنون کہین بنا کہین لیلا بنا رہا | موجود طرح طرح سے تو جا بجا رہا

حق کے سوائے ظاہر و باطن مین کون ہے
انت کوئی رہا نہ تو کوئی انا رہا

جز حق نظر مین اوسکے کہان غیر کا پتہ
جسکے حضور آئینہ اینما رہا

غافل خودی کے ساتھ خدا کا ظہور ہے
جب بیخودی ہوئی تو خودی مین خدا رہا

یہہ کم نہین تجدد امثال کا ثبوت
مضمون ہر ایک شعر کا میرے نیا رہا

کہتا ہے دم کو حق تو کبھی روح کو خدا
نادان آنکھین پاکے بھی اندھا بنا رہا

کہنے کو نام دو ہین مگر شان ایک ہے
غائب کہین ہے حق کہین ظاہر مین آ رہا

جب دل سے اپنے زنگ دوئی کو مٹا دیا
جس شئے پہ آنکھ ڈالی تجھے دیکھتا رہا

محبوب یاد رکھ یہی نکتہ کی بات ہے
مخلوق ہر لباس مین خالق بنا رہا

گہ شخص آپکو اور گاہ آئینہ بناتا جا
تو خود کو دیکھ شئے مین آپ ہی ہر شئے کو پاتا جا

اگر منظور ہے حفظ مراتب تجھکو اے عارف
انا الحق باطناً ظاہر انا عبدہٗ کہتا جا

مقید دید کا کیون ہے دوئی کو مٹا کر دل سے
تو ذرہ ذرہ مین مطلوب کو نادان پاتا جا

سمجھ اوسکو نہ تو مرشد نہ ہو جس سے وصال حق
گذر کر راہ گمراہی سے تو رستہ پہ آتا جا

ریاضت ہے یہی زاہد سلوک اسکو ہی کہتے ہین
خیال غیر کو دل سے ہمیشہ تو بھلاتا جا

۲۵
وصال یار کی خواہش اگر محبوب ہے دل مین
نظر آثار و فعل و وصف سے اپنے ہٹاتا جا۔

ہو جس پر کشف درجہ مصطفا کا
وہ طالب ہی نہو ہرگز خدا کا

نہ کیون ہو رنگ بوئے گل کا باقی
وہی ہے باغبان باغ فنا کا

دوئی بھی ہے تو تجھین حق مین السی
حق آئینہ ترا ہے تو خدا کا

عبث ابلیس تھا حیران پریشان ق
ازل مین کچھ چکا میرا جو خاکا

نہوتا وہ کبھی سجدے سے منکر
مجھے گر جانتا مظہر خدا کا

سوا اپنے نہ پاوے گا کسیکو
کہون گر حال تیری ابتدا کا

ہون سب کچھ مین ہی پھر کچھ مین نہین ہون
نہ پوچھو حال کچھہ مجھہ بے نوا کا

جو تجھہ تک آیا اپنی جان سے گذرا
ترا کوچہ ہے میدان کربلا کا

مثال شمع مردہ سب مین خاموش
وہی گویا ہے اک ما و شما کا

نجانو مجھکو زندہ آب محبوب
مین کشتہ ہون کسی بت کی ادا کا

مین عدم سے جو ہستی مین آیا نہ تھا
اسطرح خلق مین حق ہویدا نہ تھا

یون فنا ہو گیا مین کہ گویا نہ تھا
خوب تھا گر تو مجھکو بناتا نہ تھا

جان لیتا حقیقت کو اپنی اگر
لفظ مین یون زبان پر تو لاتا نہ تھا

زندگی ہی سے تیری ہے فتنہ بپا
ورنہ اللہ مین تجھہ مین پردا نہ تھا

نحن واقرب کے معنی سمجھتا جو مین
در بدر یون جہانمین بھٹکتا نہ تھا

تھا وہی جلوہ گر شکل مخلوق مین
کون ہون کیا ہون مین خود کو سمجھا نہ تھا

کھینچ لاتی نہ گر خواہش دیدار یار
اس جہاں میں قدم ہستی میں آتا نہ تھا

ذات والا تھی بے سایہ ظل خدا
اسلئے جسم اطہر کو سایہ نہ تھا

واسطے جس کے کعبہ گیا بار ہا
تو نے دیکھا ترے دل میں وہ کیا نہ تھا

طور پر ہر دو جانب تھی حق ہی کی شان
جلوۂ حق جو دیکھا وہ موسیٰ نہ تھا

تھا بظاہر فقط نام معراج کا
آپ ہی آپ تھے کوئی اصلا نہ تھا

کیوں چلے آئے کعبہ سے تم لوٹ کر
گھر میں محبوب اللہ کے کیا نہ تھا

ہے تو ہی نہاں عیاں خدایا
جز تیرے کوئی کہاں خدایا

ہر شئے میں وہ تجھکو دیکھتے ہیں
ہیں تیرے جو راز دان خدایا

ہے تو ہی مقدس و مطہر
تجھکو ہی ہے جسم و جان خدایا

دیکھا جسنے یہاں ہے تجھکو
دیکھیگا وہی وہان خدایا

معمور ہیں نور سے ترے سب
ارض و شجر و سمان خدایا

سب کہتے ہیں جس کو ماسوا اللہ
چڑیا کی ہے داستان خدایا

حیرت میں ہیں سب کہ تو کہاں ہے
ق
لے پیر سے تا جوان خدایا

پایا نہ نشان کسی نے تیرا
ہر شئے میں ہے تو عیان خدایا

جو راہ میں تیرے خود کو میٹے
پائے وہ نکیوں امان خدایا

محبوب کے ہاتھ جب تو آیا
سب دور ہوئے گمان خدایا

کچھہ کہکے اوسنے آپ سی ہمکو بہلادیا
چپ ہوکے شکل آئینہ حیران بنادیا

اب نام کو نہین ہے مسلمان دہر مین
سب کو کسیکے عشق نے کافر بنادیا

غافل اوسیکو خاص خدا کا ولی سمجھہ
جسنے خدا کی ذات مین خود کو مٹادیا

آشوب دہر ہوگئے سنکر حسین آپ
بیہوش کردیا جسے جلوہ دکھادیا

جبتک جدا تھی تجھسے تو غم ہی نہ تہا کوئی
تو کیا ملا کہ خاک مین ہم کو ملادیا

قربان جان و دل کرین کیونکر نہ اوسپہ ہم
جسنے خودی کے خواب سی ہمکو جگادیا

دل سے نظر سے دم سے اوسیکا رہے خیال
محبوب اپنے پیر نے جو کچھہ جتا دیا

ملا کے ہاتھہ جو مرشد نے کچھہ دیا سمجھا
مین سجدہ کرکے وہین مٹنے خدا سمجھا

جو ہو خیال کی صحت نکیون خودی ہٹجای
خبر اوسیکو ہے جو راز آئینہ سمجھا

نہ دیکھہ غیر خدا کو یہہ طاعت افضل ہے
یہہ اوس سے پوچھہ جسے تونے رہنما سمجھا

تعینات سے تہا مین بڑی خرابی مین
انانیت جو مٹی آپ کو خدا سمجھا

کسی سے کیا کہون راز و نیاز کی باتین
جو میرے پیر نے مجھکو سمجھا دیا سمجھا

نہ کیونکر اوس سی ہو اثبات جامع الاضداد
خدا کو بندہ نکو جسنے کہ ایک جا سمجھا

وہی ہے کام کا انسان جسمین ہو یہ صفت
خراب آپکو ہر ایک کو بھلا سمجھا

کبھی بشر تہا خدا مین کبھی اشرف سے
سمجھنے والون نے کیا جانے مجھکو کیا سمجھا

مرید وہ نہین محبوب تم یقین مانو
خدا سے پیر کو اپنے اگر جدا سمجھا

تم ہو حبیب کبریا میری طرف کو دیکھنا
چشم کرم سے اک ذرا میری طرف کو دیکھنا

پاس ہین سب کے نیکیان جاؤن مین ہو کے بد کہان
ہے تو بھروسہ آپ کا میری طرف کو دیکھنا

غرق یم گناہ ہون اب تو بہت تباہ ہون
آپ ہین میرے ناخدا میری طرف کو دیکھنا

مجھ مین اور آپ مین کبھی آنے نپائے تا دوئی
جان کسے مجھکو آئینا میری طرف کو دیکھنا

ہاتھ مین زر نہ دل مین تاب سخت ہے مجھکو اضطراب
ہند مین ہون پڑا ہوا میری طرف کو دیکھنا

حال مرا تباہ ہے کس کی سبھے پناہ ہے
ہو تمہین درد کی دوا میری طرف کو دیکھنا

ایک نگاہ لطف پر رحمت حق ہے منحصر
تجھسے یہی ہے التجا میری طرف کو دیکھنا

ہون مین بڑا ہی بد عمل چین نہین ہے ایک پل
دونون جہان سے مین گیا میری طرف کو دیکھنا

محبوب رو رہا ہے کیون ہوش کو کھو رہا ہے کیون
کہتے ہین شاہ دوسرا میری طرف کو دیکھنا ۴۰

ہو جسے سلسلہ چشت کا دربار نصیب
دید خواجہ کی نہ کیون ہو اُسے ہر بار نصیب

ذکر و اشغال سے رویت ہو یہ ممکن ہی نہین
جو ہے بدبخت ازل کا وہ کبھی کیا پائے
جسپہ پڑتی ہے نظر ساتھ ہی اُسکی ابد لی
گر نہ پی لے کوئی جبتک کہ شراب وحدت
دید حق کی ہے تہاری لیئے ای بادہ کشو

پیر کامل سے ہو اگر آن مین زید النصیب
وہی پاے تجہے جسکے کہ ہو بیدار نصیب
ہو ہی جاتی ہے تجھے صورت دلدار نصیب
اُسکو ہرگز نہو ایجان تیری اسرار نصیب
زاہدو نکو ہو اگر خلد کا گلزار نصیب

ہوگئی زیست بجز تیرے محال اے گلرو
جب سے محبوب کو ہے عشق کا آزار نصیب ۳۱

جہان ہے دیکھکر شیدا رحیم اللہ کی صورت
نظر آیا نہ کوئی دوسرا مین دوسرا مجھکو
نکیونکر مردہ دل دنیا کے ساری زندہ دل ہوتے
بشر تو کیا فرشتونکی فرشتے بھی ہون جی در فتنہ
نکیون اوسکی نظر سے گر پڑے کونین کا جلوہ
نظر پڑتی ہے جسکی اُسکو فوراً ہوش اڑتی ہین
نکیون وہ من عرف سے قدر عرف کی جاپہ پہونچے

بنایا حق نے آئینا رحیم اللہ کی صورت
نظر آتی رہی ہر جا رحیم اللہ کی صورت
ہوی ہے حق نما پیدا رحیم اللہ کی صورت
اگر ہو جابے پردا رحیم اللہ کی صورت
کہ جسنے دیکھ لی خوا جا رحیم اللہ کی صورت
خدا کا راز ہے گویا رحیم اللہ کی صورت
جو دل مین شوق سے لایا رحیم اللہ کی صورت

کئے جا نفی اے محبوب ہردم لا الہ کی
پھر الا اللہ مین پاتا جا رحیم اللہ کی صورت ۳۲

تصویر آنکھ مین ہے تو ہے لب پہ نام دوست — مانند روح تن مین ہے ہرجا قیام دوست
جب چھوڑ دیجے ظاہر و باطن کو سب ہوس — پھر گوش دل سے سنئے ہمیشہ کلام دوست
الفت مین قاصدون سے سروکار کچھ نہین — بیواسطہ پہنچتا ہے ہر دم پیام دوست
کانٹون مین سرفرازی گلون مین ہے رنگ و بو — کیا کیا نہین جہان مین ہے فیض عام دوست
کیونکر نہ دل برنگ حنا خلق کے لبین — محشر سے بھی ہے شوخ زیادہ خرام دوست
جو من عرف کے راز سے ہو جائے کامیاب — ہووے کیطرح کیون نہ وہ ہمکلام دوست

محبوب مجھکو خوف قیامت سے کچھ نہین
روز ازل سے ہون تہ دل سے غلام دوست

کہتا ہے بڑھکے درد دل بیقرار آج — لیکر ملیگی جان شب انتظار آج
آنے کو ہے وہ بام پہ کرکے سنگار آج — ہوگا ظہور صنعت پروردگار آج
دی جان ہمنے کس گل خوبی کی عشق مین — پھولون سے بسگیا ہے ہمارا مزار آج
منشا یہہ ہے کہ فرط خوشی سے مرینگے ہم — وہ مہربان ہوتے ہین کیون بار بار آج
توڑے ہین دست غنچہ مگر دل کے آبلے — بیوجہ میری آنکھ نہین اشکبار آج
مرگ عدو پہ وہ کہین گریان نہ ہوئے ہون — آنسو جو گر پڑے مرے بے اختیار آج
غربت یہ کہہ رہی ہے بس مرگ قبر پر — جز بیکسی ہے کون ترا غمگسار آج
ہم چارہ گر کے منت مرہم سے بچگئے — ہر داغ دل ہے غیرت شمع مزار آج
یکتا ہون فیض شمس سے محبوب دہر مین — کیونکر نہ شاعرون مین ہو میرا شمار آج

جوش پر ہے خاندان چشت کا دربار آج
عاشقوں کو کیوں نہو ہر دم ہر دم وصال یار آج

بزم دنیا میں مۓ وحدت کی ہے بھرمار آج
زاہد صد سالہ ہی ہو کر پھرین سے خوار آج

بھول کر اپنی خودی بن جائیں مقبول خدا
گوش دل سے جو سنین کوئی مری گفتار آج

چاہیے انسان کو فکر زاد راہ عاقبت
گرم توحید کا ہے کچھہ بازار آج

منحصر عقبیٰ پہ کیا ہے ہوش کی لو زاہد و
ہر جگہ عاشق کو ہے اللہ کا دیدار آج

نقد ایمان اب کسیکا بچ سکے ممکن نہیں
پہنے پھرتے ہیں ہزاروں جبّہ و دستار آج

ہے وہی باطن وہی ظاہر تو پھر فرمائیے
کیوں نہ صورت سے مری ہو شان حق اظہار آج

۳۵	سُننے والا کون ہے محبوب یاں حق کے سوا ورنہ کہدیتے انا الحق ہم بہی سو سو بار آج	

جو ہے شان حق وہ ہی شان محمد	جو ہے لامکان وہ مکان محمد

وہی واصل حق ہیں جانو یقین تم — عزیزو جو ہیں راز دان محمدؐ
بیان عمر حق ہو سکے کس سے ایدل — میسر ہو کیونکر زبان محمدؐ
کیا کرتے ہیں سیر وہ لامکان کی — جو کہلاتے ہیں عاشقان محمدؐ
کہیں آپ رب ہیں کہیں آپ انسان — یہی کہتے ہیں رتبہ دان محمدؐ
نکیون دید جنت میں ہو انکو حقکی — ازل سے جو ہیں مدح خوان محمدؐ
جو ہر موے تن میں ہی ہون سو زبانیں — نہو ختم ہرگز بیان محمدؐ
بشر ہو وہ کیون جسکا ہو جسم نوری — نہ لا دل میں ہرگز گمان محمدؐ

پہر محبوب کی التجا ہے الہی
مرا سر ہو اور آستان محمدؐ۔

عمر اپنی کاٹون نہیں در پہ دربان ہوکر — جلد لو بلا خواجہ مجھکو مہربان ہوکر
سجدہ گاہ دنیا میں کیون نہ خلق میں ہوتا — کاش میں پڑا رہتا سنگ آستان ہوکر
کہکے خود ہی انفسکم رب سے پہر نری ہو تم — لامکان کہاتے ہو صاحب مکان ہوکر
جب نصیب ہی بد ہون قبر میں کہان جنت — خاک ہی ستائیگی مجھکو آسمان ہوکر
کافر و مسلمان میں تم ہو اور بکو بدلے — ایک جا یقین ہوکر ایک جا گمان ہوکر
تجھسے جو ملے ظالم پہر کہان پتہ اسکا — ہمنے تجھکو پایا ہی آپ بے نشان ہوکر
جلوہ دیکھئے اسکا چشم دل کو وا کرکے — ذکر کیجیے اسکا طفل بیزبان ہوکر
حق تو یہ ہی شخص اور عکس دونون شان احمد ہین — مین ہون مثل آئینہ ان کے درمیان ہوکر

سرمہ کی صفت پہنچا تو ہوائے مولا مین
کوہ طور پر غش تھے جسکو دیکھکر موسےٰ
ہاتھہ کچھہ نہ آئیگا داخل جنان ہوکر
ہے وہ روبرو میری روز و شب عیان ہوکر

عشق مین تکلم سے کام ہی نہین محبوب
راز کرتے ہین افشا آپ رازدان ہوکر

ثنا اُس خالق اکبر کی ہو مجھسے بیان کیونکر
اگر تو اپنے دلکو ما سوا اللہ سے صفا کرلے
خدا کا قرب ہوتا ہی تو قافل بیخودی ہی مین
نظر کیا سینہ کیا سر کیا جگر کیا جان کیا دل کیا
مٹا دے اپنی ہستی کو اگر تو راہ مولا مین
نہین ممکن کہ دو نو ضدین اکجا جمع ہوجاوین
کیا کرتے ہین سیر انفس کی جو آفاق مین ہر دم
ریاضت مین فنا کر اپنکو اے خاک کے پتلے

رسول اللہ کی مجھکو میسر ہو زبان کیونکر
تو پہر وہ شوخ پردے مین ہی تجھسے نہان کیونکر
خود ی مین ہی کوئی پاسکے اُسکا نشان کیونکر
یہہ سب گہر مین اُسکی اوسکو کہیے لامکان کیونکر
تو پہر حاصل ہو تجھکو حیات جاودان کیونکر
یقین ہو جسجگہ ایدل رہی اُسجا گمان کیونکر
نظر سے اُنکی سو پردو مین بہی تم ہو نہان کیونکر
مٹے جو راہ مولا مین ہے وہ بے نشان کیونکر

۳۶

اگر محبوب تم دیکھو حقیقت کی نگاہون سے
ہر اک کی شکل مین پہر حق نہو جلوہ کنان کیونکر

ہے تجھسے ہی لس عرج موری یا سیدنا عبد القادر
رنگ دے موری پہر خدا چندری یا سیدنا عبد القادر

موہے چین نہ دم بھر آوت ہی مورا ہند مین جیا را ترپت ہے
موکو جلد بلا تھا ری نگری یا سیدنا عبد القادر

مطلق نرہی مجھے اپنی خبر تیرا جلوہ رہے ہے مرے پیش نظر
موری عمر یون ہی بیتے سگری یا سیدنا عبد القادر

جسے پیر نے دکھلایا تجھکو اوسے دو نون جہان سے خبر ہی نہو
ہو خودی سے نکیو نکر بے خبری یا سیدنا عبد القادر

کہان تاب جو کوئی دم مارے سب تابع فرمان ہین تیرے
کیا حور و ملک کیا جن و پری یا سیدنا عبد القادر

گمراہون کو رستہ بتلایا بیجا نون کو زندہ کر ڈالا
سب ولیون سے شان تری ہے نری یا سیدنا عبد القادر

ترے عشق کا دل مین ہولا ہے گذر نہین اپنی پرائے کی مجھکو خبر
مین اپنی سب شدہ بدہ بسری یا سیدنا عبد القادر

تو قطرہ ہے وہ ہے دریا تو آئینہ اوس کا وہ تیرا
تو ہر سے جدا ہے نہ تجھسے ہری یا سیدنا عبد القادر

ہے کون بچائے جو تمرے سوا جب حشر مین محبوب آئیگا
لئے سر پہ گناہون کی گٹھری یا سیدنا عبد القادر

آفتاب اولیا ہین حضرت پیران پیر	مظہر ذات خدا ہین حضرت پیران پیر

عاشق رب العلا ہین حضرت پیران پیر
گمرہون کے رہنما ہین حضرت پیران پیر

غم نہین بڑہ جائے تو بڑہ جائی عصیان کا مرض
درد کی میرے دوا ہین حضرت پیران پیر

آپ حق کے آئینہ ہین آپکا حق آئینہ
ذات حق سے کب جدا ہین حضرت پیران پیر

آپکا ارشاد ہو جسکو ولی وہ کیون نہو
ہادی راہ ہدا ہین حضرت پیران پیر

فاطمہؓ کی جان ہین تو مرتضیٰ کے دل جگر
خاص نور مصطفےٰ ہین حضرت پیران پیر

چشم دل سے پردہ غفلت اوٹھا کر دیکھ لو
ہر جگہ جلوہ نما ہین حضرت پیران پیر

پی لیا اک جام جسنے ہوگیا لاموت وہ
ساقی آب بقا ہین حضرت پیران پیر

در پہ جو آیا نہ اولٹا فیض سے خالی کبھی
معدن جود و سخا ہین حضرت پیران پیر

ہو کے فانی ذات حق مین اب ہین باقی بحق
کوئی کیا سمجھے کہ کیا ہین حضرت پیران پیر

حشر مین محجوب عصیان کا نہ کیجئے آپ غم
حامی روز جزا ہین حضرت پیران پیر

ہزار پردو مین آپ کو تم رکھو مرے جان چھپا چھپا کر
جو ہین موحد وہ دیکھ لینگے دوئی کا پردہ اوٹھا اوٹھا کر
اگرچہ انسان ہے تو زاہد کبھی سمجھنے کی یہی خبر لے
رہیگا تو اسم خوان ہی کبتک فرشتہ خود کو بنا بنا کر
وہ آج بے پردہ ہو رہا ہے کوئی یہہ موسیٰ سے جا کے کہدے
رکھا تھا محروم دید جسنے کہ لن ترانی سنا سنا کر۔

نہ تھا تو اول نہ ہوگا آخر تو اب ہے موجود پھر کہان تو
یہہ صرف وہم و گمان ہے تیرا خدا خدا کر خدا خدا کر

نہ بن سکی کوئی شکل تجھہ سے نہ آسکی کوئی تجھہ سی شوخی
اگرچہ نقاش نے ہزارون بگاڑے نقشے بنا بنا کر

جو سِر وحدت کھلا تو سمجھے دیا خودی نے تھا خوب دھوکا
وہی تھے ہم جسکے پاس مانگین دعائین تھین ہاتھہ اٹھا اٹھا کر

خوشی کے بدلے مین غم پڑا ہے سکون گیا اضطراب آیا
پڑے مصیبت مین ہم الٰہی بتون سے دل کو لگا لگا کر

جو طالب حق کہ آوے محبوب اوسی تو کر من عرف سے ادا
فراق حق مین رکھیگا کبتک تو اس سی ثمرن جدا جدا کر (۱)

ہو بتون سے کیون نہ ظاہر حق کا راز — جبکہ ہے زینہ حقیقت کا مجاز
لامکان کی سیر اوسکو ہو نصیب — پیر ملجائے جسے بندہ نواز
گر حضوری تو ہمیشہ پیر کی — حج یہی اور ہے یہی روزہ نماز
حق کو پاتا سہل ہے مشکل نہین — تجھکو قسمت سے ملے گر پیر راز
ایک کیا تم لاکھہ پردون مین چھپو — دیکھہ ہی لیتے ہین تم کو دیدہ باز
خیر و شر من جانب اللہ ہے مگر — فعل و فاعل مین تو کرلے امتیاز
کیا کرے طوفان کثرت اوسکو غرق — جس کا ہو دریاے وحدت مین جہاز

اک نظر مین ہو گیا وہ سرفراز	جو ہوا خادم رحیم اللہ کا

گو وسیلے ولی ہین محبوب سب
ہے ہمارا بھی خدا سے بے نیاز

اےخواجہ معین الدین ذیشان سلطان الہند غریب نواز
مین نام پہ تیرے ہون قربان سلطان الہند غریب نواز
فرقت مین ترے ہے دم لب پر اور روح بھی ہے پہلو مین مضطر
ہر دم ہے یہی بس ورد زبان سلطان الہند غریب نواز
اک بندۂ ادنا ہون تیرا پروردۂ نعمت اے آقا
مین چھوڑ کے جاؤن تجھکو کہان سلطان الہند غریب نواز
تم ہادی راہ ہدایت ہو تم واقف راز حقیقت ہو
اسرار ہین سارے تم پہ عیان سلطان الہند غریب نواز
دکھلاؤ جمال روح فزا ہون کب سے در والا پہ کھڑا
اب مجھکو نہین تاب ہجران سلطان الہند غریب نواز
پیارے ہو بڑے اللہ کے تم عاشق ہو رسول اللہ کے تم
کیا شان تمھاری ہو ذیشان سلطان الہند غریب نواز
منظور عنایت ہے تیری مشہور کرامت ہے تیری
اک خلق پہ ہین تیرے احسان سلطان الہند غریب نواز

قسمت میں یہ کچھ نہ ہی لاتی ہے سبب رہبر نہ کچھ ہے بن آئی ہے
مدت سے ہوں غربت میں نالان سلطان الہند غریب نواز

۱۱۰ ہر حال میں تیرا سایہ رہے محبوب کے سر پر ہاتھ رہا
اس نعمت کا ہوں دل سے خواہاں سلطان الہند غریب نواز

آغاز سے غرض ہے نہ انجام سے غرض تھا
ساقی ہے مجھکو ایک ترے جام سے غرض

جس شئے کو دیکھتا ہوں تجھے پاتا ہوں یار کو
صورت ہی کام ہے نہ تجھے نام سے غرض

حور و بہشت تمکو مبارک ہو زاہدو
رندوں کو ہے بس ایک گلفام سے غرض

دلدادۂ بتان ہوں محبت شعار ہوں
مطلب کفر سے ہے نہ اسلام سے غرض

زلفوں میں انکی پھنستے ہیں خود عاشقو نکے دل
واللہ ان بتونکو نہیں دام سے غرض

ناساز بخت دشمن جان چرخ وہ خفا
کس کو نہیں ہے عاشق ناکام سے غرض

۴۴ محبوب اپنی کٹتی ہے سایہ میں پیر کے
ہم کو نہیں ہے گردش ایام سے غرض

مالک ہر دو جہان خواجہ اجمیر شریف
واقف از نہان خواجہ اجمیر شریف

اپنے کوچہ میں لگا رہنے دو بستر میرا
مجھکو ہے باغ جنان خواجہ اجمیر شریف

ہر جگہ دیکھتے ہیں چشم بصیرت والے
ہر جگہ پر ہے عیان خواجہ اجمیر شریف

آپ اجمیر کو جبتک نہ بلائین مجہکو
مین کرون آہ و فغان خواجۂ اجمیر شریف

اے صبا بہر خدا جلد اوڑا کر لے چل
مجہکو رہتے ہین جہان خواجۂ اجمیر شریف

نگہ لطف سی دیکہو جو مری جانب کو
کر دون صدقہ دل و جان خواجۂ اجمیر شریف

آپکے چہرۂ انور کو جو دیکہین ان کو
کیون نہو حق کا گمان خواجۂ اجمیر شریف

کرسکون دعوی توصیف تمہین کس منہ سی
مین کہان اور کہان خواجۂ اجمیر شریف

اور تو کوئی عبادت نہین آتی محبوب
ہے فقط ورد زبان خواجہ اجمیر شریف

بنا کر دیکہہ خود کو آئینا دل
کہ پھر طالب نہو مطلوب کا دل

عبادت حق کی تجہسے ہو سکے کیا
نہو زاہد جو تیرا ایک جا دل

وہی پاتا ہے ہر اک شئے مین تجہکو
دوئی سے پاک جس کا ہوگیا دل

پتہ دلدار کا کیونکر نہ چلتا
اگر تو اپنے دل کو جانتا دل

نہو جس سر مین سودا سر وہ کیسا
نہو تو جس مین وہ کس کام کا دل

اوسیکو جلوہ گر پاتا ہون سبہین
خدا اوس بت پہ جب سی ہوگیا دل

حقیقت اپنی مین کیا کہہ سناؤن
جدا کب ہے مرا دل آپکا دل

جو مضغہ گوشت کا ہے دل نہین ہے
سمجہتا شش جہت سی ہے ترا دل

یہ بے تابی یہ بے چینی ہے کیسی -
کہو محبوب کس پر آگیا دل -

مکان کسیکو میری جان ترا نہین معلوم
سنا ہے نام ولیکن پتا نہین معلوم

گذرتے آٹھ پہر ہین تری تصور مین
ہے کس کا نام حیات و قضا نہین معلوم

گواہی جھوٹی جو دیتا ہے حق کے بے دیکھے
یہہ کیسی شرع تری زاہدا نہین معلوم

بجاے ہو کے جو کرتے ہین ذکر اللہ ہین
وہ ملحد ہین انہین سر انا نہین معلوم

وہ تجہسے کب ہے جدا ڈھونڈتا ہے تو جس کو
ہر ایک شی مین ہے جلوہ نما نہین معلوم

نکر مذمت رندان خموش اے واعظ
ہے کس پہ رحمت و فضل خدا نہین معلوم

بتا نہ دم کو خدا بن نہ مشرک اے غافل
کہ دم ہے مظہر فعل خدا نہین معلوم

لحد مین صورت مرشد دکہا کی کہدونگا
مین آپ ہی کا تو ہون خطا کیا نہین معلوم

پڑے یہ سوتے ہین محبوب خواب غفلت مین
ہین کس خیال مین شاہ و گدا نہین معلوم

تہی خودی جبتک رہی کوسون خدا سے دور ہم
اب انا الحق کہہ رہے ہین صورت منصور ہم

کیون ستاتا ہے عبث واعظ ہمین موہی کا حال
جا نکر بیٹھے ہین ساری کیفیات طور ہم

ہے یہی حیرت کہ خود کا ہی نہین ملتا پتا
عشق مین تیری خدایا ہو گئے کافور ہم

اشرف مخلوق ہو سکے فیض سے ہین ورنہ صاف
خاک ہم ہین باد ہم ہین نار ہم ہین نور ہم

کر کے پیدا واحدیت اور وحدت کا ظہور
ہین کہین ساکت بنے بیٹھے کہین مغرور ہم

بار اپنے آپ ہین اغیار اپنی آپ ہین
خود سے خود نزدیک ہین ہر خود سے خود ہین دور ہم

جو بتایا شرع نے محبوب ہمنے کہہ دیا
ورنہ سولی پر نہ ہوتے صورت منصور ہم

تو مثل بحر ہے ہم ہیں گل تو جان ہے اور ہیں تن ہم
نہ تو کسی سے موافق ہے نہ خارج ہے نہ داخل ہے
تعین پر نہ بھولا یہ دل بھروسہ کچھ نہیں اسکا
حمایت ہے تو ان ہی سے شفاعت ہے تو ان سے ہے
تجھے جبتک جہل ظلمت میں سمجھے خود کو تجھی ہو تو
وہی ہے اول و آخر وہی ہے ظاہر و باطن

تو ہم سے کب جدا ہے اور جدا کب تجھسے ہوئے ہیں ہم
شیشہ عکس حقیقی ذات ہر ایک در بن ہم
عیان با چہرت ہیں لیکن در حقیقت ہیں نہیں بیخ ہم
بھلا اسطرح چھوٹینگے رحیم اللہ کا در ہیں ہم
کھلا ہے من عرف کا حال جو لے اپنا ہی من ہم
خاک و باد و آب و آتش و روح و دل و تن ہم

گل مقصود کی محبوب گر ہوتی نہیں چاہت
عدم سے کاہیکو آتے برائے سیر گلشن ہم

کہا کہیں کچھ کہہ نہیں سکتے تری بیداد ہم
دل لگا کر تجھ سے اے ظالم ہوئے برباد ہم
غم سے دم بھر بھی نہیں ہوتے کبھی آزاد ہم
بن گئے ہیں یا خدا کس کے دل ناشاد ہم
اُس بت سفاک کی جب دل میں آجاتی ہے یاد
صورت نقش کف پا ہوتے ہیں برباد ہم
ڈھونڈتے ہیں خود کو تو ہرگز پتہ ملتا نہیں
قید ہستی سے کچھ ایسے ہوگئے آزاد ہم
ہے تو ہی حاکم تو ہی محکوم تو ہی حکم ہے

کون ہے تیرے سوا کس سے کرین فریاد ہم
دلکی جو باتین ہین وہ منہ سے نکلجاتی ہین صاف
چاہتے اشعار کی کب ہین کسی سے داد ہم
شاعری تقدیر مین محبوب اگر ہوتی نہین
کس طرح دنیا مین پاتے شمس سا اُستاد ہم

دی رسیم اللہ نے خود ہی مین شیرین کی خبر
ورنہ تجھے محبوب بھٹکے صورت فرہاد ہم

نہ تو دولت سے سروکار نہ تو تیر سے کام
کیمیا سے مجھے بہتر ہے ترے در کی خاک
دولت فقر ہے حاصل جنہین ایجان جہان
جو ہوا سلسلہ چشت مین دل سے داخل
سعی بے سود مین مصروف عبث ہے اہل
فقر اصاف سمجھہ جاتے ہین دلکی حالت
قتل عاشق کیلئے ایک نظر کافی ہے
غیر کے حق مین کہان خلوت و جلوت کی مزہ

اک فقط ہم کو ہی عشق بت بے پیر سے کام
وہ گدا ہون کہ نہین ہے مجھے اکسیر سے کام
اونکو منصب سے ہے مطلب نہ تو جاگیر سے کام
اوسکے بر آئے نہ کیون خواجہ اجمیر سے کام
کبھی تقدیر کے بنتے نہین تدبیر سے کام
اون کو تقریر سے مطلب ہے نہ تحریر سے کام
کیون تو لیتا ہے عبث خنجر و شمشیر سے کام
مجھکو رہتا ہے ہمیشہ تری تصویر سے کام

تم کسی شخص کی محبوب خوشامد نہ کرو
خود بخود بنتے چلے جاتے ہین تقدیر سے کام

۸۰

آنکھون مین مرے جب سے کہ وہ ماہ جبین ہین
خورشید و قمر چرخ پہ دیکھا تو نہین ہین

ہر جا ہے عیان حُسن جہان سوز کا جلوہ۔
اندھا ہے کہا جس نے کہ وہ پردہ نشین ہین

من عرف کو سمجھا نہین اے زاہد نادان
قرآن مین خود کہتے ہین شہ رگ سے قرین ہین

مرشد بھی ہین خود آپ محمدؐ بھی ہین حق بھی۔
ہین کعبہ کہین عابد و معبود کہین ہین

موسےؑ کو سر طور کو ہین اپ سمجھے ہوے ہم
خود آپ ہی ناظر کہین منظور کہین ہین

بندہ و خدا جس کو سمجھتا ہے زمانہ۔
یہہ دونو ترے نام ہین کچھہ غیر نہین ہین

ہم دھونڈنے نکلے جو اُنہین دیر و حرم مین
دل سے یہہ صدا آئی کہ لے ہم تو یہین ہین

مین آپ ہی سے آپ کو پہچان چکا ہون
ورنہ مین فقط نیست ہون ہست آپ یقین ہین

۵۱	حُب اور حبیب اور محب اسم ہین اُن کے ہم نام کے محبوب ہین کچھہ اور نہین ہین	

بیخود و مست کو گو لوگ برا کہتے ہین
صاف صاف ونکو خدا والے ندا کہتے ہین

کچھہ نہ کچھہ علم حقیقت سے ہے بہرہ جنکو
حق نما خود کو اوسے بندہ نما کہتے ہین

رہتے وہ آپ مین کب ہین تو نگر انکا خیال
خود کو کرتے ہین فنا جب وہ انا کہتے ہین

اہل عرفان کی نظر رہتی ہے باطن ہی پر
بت بھی جب آتے ہین آگے تو خدا کہتے ہین

کفر تبدیل حقیقت ہے اسے وہ غافل
ہوش کی لے کہین بندیکو خدا کہتے ہین

رہبر راہ شریعت ہین وہی لوگ ایدل
بندیکو بندہ خدا کو جو خدا کہتے ہین

صلح کل مین جو ہین مشرب ہے یہ انکا ایدل
کہ برا ہی ہو کوئی اوسکو بھلا کہتے ہین

مر چکے مرنے کے آگے تو ہوا یہہ معلوم
قربت حق ہے جسے لوگ فنا کہتے ہین

سنکے اشعار مرے کہتے ہین اہل عرفان
آپ جو کہتے ہین محبوب بجا کہتے ہین .

ہوا ہے عشق کا جب سے ظہور آنکھونمین
خیال دلمین ہی تیرا تو نور آنکھونمین

سوائے ایک کے ہو جب نظر مین دو جسکی
تو یہہ سمجھہ لو کہ آیا قصور آنکھونمین

مکان جتنے یہانمین ہین سب تمہارے ہین
ہمارے دل مین رہو یا حضور آنکھونمین

ملا یا خاک مین ہستی کو واسطے جسکے
عجب نہین وہ رہین بنکے نور آنکھونمین

جگہ جگہ مین وہی ہی جہان جہان ہین وہی
نہ دیکھین ہم تو ہے واقع فتور آنکھونمین

عدو سے مین نہ ہیکون تو میرا قصور نہین
بھرا ہوا ہے کسیکا غرور آنکھونمین

اداشناس و نگو اسکی خبر ہے ای محبوب
وہ دیتے ہین مجھے گالی ضرور آنکھونمین

جو ہر دم آپکو مشتاق دید کرتے ہین | عجیب طرح کی وہ لوگ عید کرتے ہین
خیال غیر سے دل کو تو کر لو پاک کبھی | عبث لباس کو اپنے سفید کرتے ہین
خدا کے فضل سے مرشد ہین میرے وہ فیاض | جو بد سے بد بھی ہون انکو سعید کرتے ہین
وصال یار کی ہوتی ہے دلمین جب خواہش | ہم اپنی ہستی کو پہلے شہید کرتے ہین
کلام حق کا مزہ ہم کو صاف آتا ہے | کسی سے جب کبھی گفت و شنید کرتے ہین
سمجھئے کچھ تو سمیع و کلیم کے معنے | جو آپ ورد کلام مجید کرتے ہین

نگاہ فیض ہے خواجہ کی ایسی اے محبوب
نہال کرتے ہین جس کو مرید کرتے ہین

تو بے مثال ہے تیرا کوئی مثال نہین | جو دیکھ لون ترا جلوہ مری مجال نہین
وہ تیرے ساتھ ہی اے دل جہان کہین ہے تو | جدا ہو تجھسے ترا یار یہ محال نہین
گمان کیون کرون اپنے کلام پر اپنا | وہی کلیم ہے کچھ میری بول چال نہین
بٹھا کے روبرو بت کو کرون نہ کیون سجدہ | وہ کون شئے ہے کہ جسمین ترا جمال نہین
اگر ہو دیدۂ شاہد مین دوسرا مشہود | نصیب اوسکو خدا کا کبھی وصال نہین
سمجھ نہ قال کو آسان یہ سخت مشکل ہے | ہو جسمین حال تو وہ صاحب کمال نہین
نصیب اوسکو کہان جلوۂ خدا اے دل | خودی کو جسنے کیا اپنے پائمال نہین
بہار حسن پہ اپنے عبث تو نازان ہے | ظہور جلوۂ حق ہے ترا جمال نہین
نظر مین اپنے سمائی ہے شان حق محبوب | زمانہ ہو تو ہو دشمن ہمین ملال نہین

عشق میں دا اللہ جینے کا مزا ملتا نہیں
پیر کامل ہو تو وصل یار ہو اک آن میں
انتہا نے جستجو میں یہہ خیال آیا مجھے
مدعی کے جتنے دعوے ہیں وہ سب پایا غلط
ہو نہیں جس عالم میں اس عالم میں ہے عالم نہاں
کر رہے ہیں سالکی کا سیکڑوں غوث

کیا تجھے پاؤں مجھے اپنا پتا ملتا نہیں
ذکر و فکر و شغل سے ہرگز خدا ملتا نہیں
حق تو یہ ہے حق تجھے تیرے سوا ملتا نہیں
رستہ حق کا کبھی بے رہنما ملتا نہیں
جس جگہ بندہ تو کیا حق کا پتا ملتا نہیں
اپنی صورت ایک ہی دیکھا ہوا ملتا نہیں

حور و جنت کی ہوس میں جنکی ہوں عمریں تمام
حشر میں محبوب کچھہ ان کو صلا ملتا نہیں

۱۳ ۱۱

کیوں میرے قتل کی ٹھانی ہے مری جان دل میں
وہ کرو کام نہوں جس سے پشیمان دل میں
تم کو الفت نہ صحیح مجھسے کدورت ہی صحیح
دو جگہ مجھکو بہر حال مری جان دل میں
ہائے رہنے نہ دیا مل کے فلک نے باہم
رہگئے طالب و مطلوب کے ارمان دل میں
دیکھتا ہوں جو انہیں ہمرہ اغیار کبھی -
موج زن ہوتے ہیں سو رنج کے طوفان دل میں
کعبہ و دیر نظر آتیں نہ کیونکر ویران ہو

عشق رکھتے ہین ترا گبر و مسلمان دل مین
کہہ دو شوخی سے کلیجہ مین چبھوئے برچھی
حکم غمزہ کو ہوا مارا کرے چھریان دل مین
یہہ تو اُن سے کوئی پوچھے کہ یہہ گھر کس کا تہا
خاک مین دل کو ملا کر ہین وہ نازان دل مین

دولت وصل صنم تم کو مبارک محبوب
آج بے طرح ہوئے جاتے ہو شادان دلمین

زہی ہم تری ہر ادا دیکھتے ہین
وہی تو تجہے جا بجا دیکھتے ہین
جنہین سلطنت ہی نصیب اِن جہانمین
کہاں نحن و اقرب جو قرآنمین تونے
عدم سے ہم آئے ہین جب سی جہان مین
کسیکو سمجھتے نہین ہین وہ فانی

ترا فعل فعل خدا دیکھتے ہین
جو پردہ دوئی کا اُٹھا دیکھتے ہین
انہین تیرے در پر گدا دیکھتے ہین
جو عارف ہین اُسکو بجا دیکھتے ہین
کسیکو نہ تیرے سوا دیکھتے ہین
جو سب کا وجود بقا دیکھتے ہین

کسی سے نہ اٹکا ہو محبوب کا دل
اُسے زندگی سے خفا دیکھتے ہین

۷۶

جس مین ہون شاہد و مشہود وہ دیدار نہین
بزم توحید مین کثرت سے سروکار نہین
کیون ابھی سے ہے تجھے خواہش دیدار خدا
پہلے تو جان کہ آثار کو آثار نہین
آرزو ہے کہ رہون بنکے ترے در کا گدا
ہفت اقلیم کی شاہی بھی مجھے درکار نہین
وہی کامل ہے جسے لاگ ہے سر حق سے
باعث فقر کُلی جبہ و دستار نہین
یون تو کہنے کو انا الحق ہے زمانہ کہتا
حال جس مین نہو وہ صاحب اسرار نہین
صفت خاص سے مملو ہین صدائین ساری
حق ہی گویا ہے کسی غیر کی گفتار نہین
کیا خطا ہے اگر ایسون کو کہے نابینا
دیکھتے ہین تجھے پر تجھ سے خبردار نہین

ہو کے مطلوب زمانہ مین ہین طالب محبوب
کیا کہین بات یہہ کچھ قابل اظہار نہین

خود کو جدا بتارہا کوئی خدا ہون مین
حق تو یہ ہے نہ حق ہون نہ حق سے جدا ہون مین

صدقے یگانگی کے تری کیون نہ جائے
چاہو نہ چاہو آپ مری جان مجھکو تم
مارے تو یا جلائے کرے رحم یا ستم
مدت کے بعد شکر ہے ایمان ہوا نصیب
سینے کہا الٰہی دکھا اپنا تو جمال
حق کا ظہور تجھسے میرا حق سے ہے ظہور
انجان تجھسے کیون ہے بھلا کچھ تو کہہ تم
تو تخم مین شجر ہون تو ہی بو مین مثل گل
مطلوب کوئی اور نہ طالب ہے کوئی اور
ایجان اپنے در سے ہرلے خدای پاک

پاتا ہون تجھکو آپکو جب ڈھونڈتا ہون مین
ہر جان و دل سے آپ پہ ہر دم فدا ہون مین
ہر دم ہر آن تیری رضا چاہتا ہون مین
اسلام چھوڑ کفر کو جب سے لیا ہون مین
آئی ندا کہ تجھسے بھلا کب جدا ہون مین
بندہ بنا ہے حق تو سمجھ حق نما ہون مین
کیا اپنی جان سے تجھے کم جانتا ہون مین
ہر ذات شخص و عکس تری آئینا ہون مین
بھولا ہون خود ہی راہ خود ہی رہنما ہون مین
گر تو نہ دور مجھسے تو ترا خاک پا ہون مین

محبوب جس کا نام ہے جانو وہ مین نہین
سب کی نظر مین گرچہ نظر آرہا ہون مین۔

۱ ھ

جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہین۔
جلاتے ہین جو مثل پروانہ خود کو۔
کھلا کنت کنزاً کا جب سے معما
احد ہے کہین تو کہین تو ہے احمد
ہم ہی ہین ہمارے سوا کون ہے یان

وہ پھر خود ہی خود کو قدم دیکھتے ہین
وہی تجھکو تیری قسم دیکھتے ہین
خدا اور بندہ بہم دیکھتے ہین
ہر اک شامین تجھکو ہم دیکھتے ہین
وہ آئینہ ہے جس کو ہم دیکھتے ہین

جو آیا تیرے در پہ ہوا وہ اصل حق
تماشہ خدائی کا اس سے عیاں ہے

عجب تیرا فضل و کرم دیکھتے ہیں
دل اب غیرت جام جم دیکھتے ہیں

ہیں مرشد تو یوں سب کے اچھے ہی محبوب
مگر اپنے مرشد سا کم دیکھتے ہیں

اگئے نادان سے نادان ترے کوچہ میں
ہو گئے ہیں صاحب عرفان ترے کوچہ میں

ہاتھ آئی مرے مر مر کے یہ ثابت قدمی
نقش پا بنکے ہوں ایجان ترے کوچہ میں

کر دیا ایک تری عشق نے سبکو کافر
اب ہے ہندو نہ مسلمان ترے کوچہ میں

کیوں نہ ہوں میں تری وحدت کی تصدیق پایا
ایک ہیں بندہ و رحمان ترے کوچہ میں

آپ کو جان کے جانا ہے جنہوں نے تجھکو
وہی کہلاتے ہیں انسان ترے کوچہ میں

نقش پا ہم ہیں کوئی ہمکو اٹھائے کیونکر
خاک ہو جائینگے ایجان ترے کوچہ میں

کفر و اسلام سے محبوب کا مذہب ہے جدا
کھو چکا دین اور ایمان ترے کوچہ میں

٦٢

آپ جب بزم میں تکلیف سخن کرتے ہیں
دور سب دل سے مرے رنج و محن کرتے ہیں

صورت بوئے گل اس سیر گہ عالم میں
ہم جہاں چاہتے ہیں اپنا وطن کرتے ہیں

سرو گل دیکھتے ہیں یاد قد و عارض میں
آپ ہی کیلئے ہم سیر چمن کرتے ہیں

صدقے ہوتے ہین کبھی اُس گلِ رعنا کے ہم
کبھی اُس مہ پہ فدا ہم سر و تن کرتے ہین

ترے عشاق ستمگر ہین بڑے عالی ظرف
حشر مین بھی گلۂ چرخ کہن کرتے ہین

بس ہے گر خاک در یار مرے جسم پہ ہے
میرے احباب عبث فکر کفن کرتے ہین

مرے مانند ہون نخچیر نگاہ الفت
اون سے ہم عشق کا دعوا جو ہرن کرتے ہین

مرے ہر شعر مین الحب کا عمل ہے محبوب
مری تعریف جو سب اہل سخن کرتے ہین

انسان نہین وہ جسکو وصال خدا نہین
غافل یہ بات سچ ہی تامل ذرا نہین

دیول مین اور کعبہ مین ہے جلوہ گر وہی
تیرا ہی یہہ قصور ہے تو دیکھتا نہین

لب پر ترا ہو نام تو جلوہ ہو آنکھہ مین
یا پیر تجھسے اور کوئی التجا نہین

ہر شے مین ذات اُسکی تو موجود ہے مگر
ہر شئے کو حق کی ذات سمجھنا روا نہین

اہل وصال یار کا ہونا محال ہے
تیرے خیال مین ابھی ہستی فنا نہین

کیا خاک سمجھے حق کو وہ اور حق کے غیر کو
جسپر کہ من عرف کا معما کھلا نہین

تو دیکھہ گوش دل سے ذرا سُنکے غور سے
وہ کون شئے ہے جسمین صدائے انا نہین

ہے وہ تجھسے زاہد نادان نہین جدا
تو جانتا ہے جسکو خدا وہ خدا نہین

حیرت کا ہے مقام یہہ محبوب دم نہ مار
باقی ہر ایک شئے ہے کسی کو فنا نہین

۶۳

ہم اپنی خودی مٹا رہے ہین — دلدار سے دل لگا رہے ہین
ہے کون مسیح اور کلیم — خود مٹتے ہین خود مٹا رہے ہین
روتے ہین عبث عزیز و احباب — ہم اپنے مکان کو جا رہے ہین
جو وصل حق ہین وہ ہر اک کو — بندے سے خدا بنا رہے ہین
پردے سے چمک کے اون کے جلوے — جیسے خود سب کو بنا رہے ہین
مطلوب ہمین ہمین ہین طالب — ہم آپ کو آپ پا رہے ہین
ہم دیکھکے دل مین اون کی تصویر — ہر آن خوشی منا رہے ہین
انسان کہین کہین فرشتہ — وہ آپ ہی سب بنا رہے ہین
ہر شئے مین بھرا ہوا ہے جلوہ — ہم سب مین تجھین کو پا رہے ہین
مرشد ہے رحیم اپنا محبوب — کیون رنج گناہ اوٹھا رہے ہین

محبوب چلو اوٹھاؤ بستر
سب لوگ عدم کو جا رہے ہین

باسکون مین یار کو یہہ مجھین امکان ہی نہین
درد ہے میرا کچھہ ایسا جس کا درمان ہی نہین
تجھین ہر ایک شئے مین نہان ہی تو ہے ہر شئے سے عیان
رہرو وہ کیا جانے جس کو خود سی عرفان ہی نہین
دھونڈتے ہو جسکو تم وہ صورت جان ہی نہان

جب نہو وہ جان مین جا تو وہ جانان ہی نہین
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا کو حیان کر
جو ہوا عامل پھر اُس سا کوئی انسان ہی نہین
کیا کرین اپنی صحبت کا بتائین کس کو زور
بزم عالم مین کوئی ایسا سخندان ہی نہین
رویت دلدار چہتا ہے تو صورت اپنی دیکھ
ورنہ اے نادان اس کا تام عرفان ہی نہین
طالب دنیا و دین آتا نظر ہے ہر کوئی۔
ہائے کوئی اس جہان مین حق کا خواہان ہی نہین
جب شہود و شاہد و مشہود کی ہے اصل ایک
جو مشاہد خود کو سمجھے اوس سا نادان ہی نہین

ہے تو محبوب سے لاکھون ہوے ہین سرفراز
یا رحیم اللہ تجھہ سا کوئی سلطان ہی نہین

۴۲

تو بنا یا کہ بن آیا تجھے مین جانتا ہون
شمع سوزان ہے کہین تو گل خندان ہے کہین
طور پر دیکھکے بس آپ ہی اپنا جلوہ
قم با ذنی کی صدا دیکے ہزارون مردے

تیرا بندہ ہون خدایا تجھی مین جانتا ہون
تو نے ہر رنگ دکھایا تجھی مین جانتا ہون
خود کو بیہوش بنایا تجھی مین جانتا ہون
تجھہ سوا کسنے جلایا تجھی مین جانتا ہون

تو وہ بہروپ ہی ہر شے مین عیان ہو آ ہو کر
امکان خود کو بتایا تجھے مین جانتا ہون

کیا کوئی دیکھے تجھی جب تو نظر ہی صورت
سب کی آنکھ مین سمایا تجھے مین جانتا ہون

کہکے بیچون تو خودی شکل سے ہو کر ظاہر
رحیم اللہ کہایا تجھے مین جانتا ہون

دیکھنے اپنا جمال آپ ہی محبوب کا دل
آئینہ اپنا بنایا تجھے مین جانتا ہون -

فسون تھا شعبدہ تہا سحر تھا ساقی کے ساغر مین
ادہر منہ سے لگایا یار کو پایا اودہر بر مین -

جگہہ رحمت نے دے رکھی تھی دامان پیمبر مین
فرشتون نے بہت دہونڈا نپایا مجھکو محشر مین

سنا ہے ٹھوکرین کھا کر سنبل جاتے ہین بگڑے بھی
نہ کیونکر مین پھینک آؤن اپنے دل کو کوئی دلبر مین

نظر جسپر پڑی اون کی وہ گویا ہو گیا بسمل -
صفت ایسی نہ دیکھی ہمنے ابتک تیر و خنجر مین

بغیر از علم کے عامل کی دنیا مین یہہ حالت ہے
کہ جیسے بیل کو لہو کا رہا کرتا ہے چکر مین

یہی ہے التجا میری کہ جب تک جان ہو باقی
تصور دل مین جلوہ آنکھ مین سودا رہے سر مین

پتہ دیتا ہے پتہ اوس رہ کا وہ پہنچا دیتا ہے اُس تک
ہے فرق ارض و سما کا رہنما مین اور رہبر مین
جہان کی خاک چھانی کی ریاضت واسطے حق کے
رہا وہ فیض سے مرشد کے مجھکو میرے ہی گھر مین
نہ کچھ اوس سے جدا ہے اور نہ وہ اس سے جدا ہے ہرگز
فقط اک نام ہی کا پھیر ہے مظہر مین مظہر مین
کرین کیونکر نہ جان و دل فدا اُس شوخ پر جسنے
دکھایا دو نو عالم کا تماشہ ہم کو دم بھر مین
یہ احسان ہے اُسیکا ہوگیا مین سامع و باصر
وگرنہ تفرقہ کس بات کا تھا مجھ مین پتھر مین

نرالا ہے مرا محبوب سب سے مذہب و ملت
نہ کیونکر دیکھکر مجھکو رہین سب لوگ چکر مین

کوشش سے آدمی دنیا مین کیا ہوتا نہین
لیکن اتنی بات ہے بندہ خدا ہوتا نہین
یاد رکھو خوب جس کا رہنما ہوتا نہین
غنچہ امید ہرگز اُسکا وا ہوتا نہین
حق کا احسان جبتک لیفافل ادا ہوتا نہین
منزل توحید کا طے راستا ہوتا نہین
وصل حق کے واسطے رہبر کو با مضطر ہو
خلق مین کوئی مرض بے دوا ہوتا نہین
چھوڑ دنیا کی محبت ذات حق مین ہو فنا
حشر مین کوئی کسیکا آشنا ہوتا نہین

ہو فنافی اللہ کی منزل اوسی کیونکر نصیب
شخص حق ہے تجھمین اوسکا عکس اور تو آئینہ
وصل حق کا تو جو خواہان ہے تو سب کو چھوڑ دے

شیخ کی جو ذات مین پورا فنا ہوتا نہین
شخص و عکس اک ہوتے ہین پر آئینا ہوتا نہین
جبتک اوس کا تو نہو لے وہ ترا ہوتا نہین

دست بوسی دیکھکر محبوب کرنا خلق مین
رہبر راہ طریقت ہر گدا ہوتا نہین

سارے حور و ملک و جن و بشر کچھہ بہی نہین
دونو عالم مین بجز ہو کے دگر کچھہ بہی نہین

کر دیا یار کے جلوہ نے کچھہ ایسا بیخود۔
کون ہون کیا ہون مجھے اپنی خبر کچھہ بہی نہین

سارے اعضا ہین حقیقت مین اوسیکے تابع
تن مین انسان کے بجز ایک نظر کچھہ بہی نہین

جس جگہ اپنی بسر کرتے ہین حق کے واصل
اوس جگہ روز و شب و شام و سحر کچھہ بہی نہین

مئے وحدت کو کبہی پیکے تو دیکھہ اے زاہد۔
اسمین ہر طرح کا ہے نفع ضرر کچھہ بہی نہین

نام موجود کل اعضا کے ہین مشہور مگر
نام انسان ہے کس کا یہ خبر کچھہ بہی نہین

چھوڑ دے ظاہری اسباب کو باطن کو پکڑ
کام آئے گا ترے وقت سفر کچھ بھی نہین

وہی موجود ہے محبوب سمجھکر دیکھو
سب نظر آتے ہین ظاہر مین مگر کچھ بھی نہین

میری ہستی ہی کیا ہے مین نہین ہون
کہین حق اور کہین بندہ کہانا
ہون شخص و عکس مین تو کسطرح سے
لباس چار عنصر کو پہن کر کے
زبان حال سے کہتی ہے ہر شئے
رحیم اللہ کے قربان جاؤن

وہی مجھہ مین بسا ہے مین نہین ہون
یہہ شان کبریا ہے مین نہین ہون
تری ذات آئینا ہے مین نہین ہون
وہی جلوہ نما ہے مین نہین ہون
اوسیکا شعبدا ہے مین نہین ہون
یہی دیکھا سنا ہے مین نہین ہون

من و تو کی صدائین مجھمین محبوب
وہی خود دے رہا ہے مین نہین ہون

تو مکین ہے کہین مکان ہے تو
نہ سمجھنا کہ دور ہون تجھہ سے
وہی باطن ہو جب وہی ظاہر

تو نہان ہے کہین عیان ہے تو
مین ترے ساتھہ ہون جہان ہے تو
پھر یہ بتلا مجھے کہان ہے تو

حق نہان ہے عیان ہے تو جبتک
جب ہوا حق عیان نہان ہے تو

دیکھے قدرت تو اپنی بندون کو
لیتا ہر اک کا امتحان ہے تو

باز آ مکر و کبر و کینہ سے
جبکہ اللہ کا رازدان ہے تو

کوئی شئے اوسکے کیا حائل ہو
حق ہی گویا ہے بے زبان ہے تو

گھر بنانے کی فکر کیون ہے تجھے
دو ہی دو دن کا مہمان ہے تو

دن مین محبوب نام ہے تیرا
شب مین بے نام و بے نشان ہے تو

جب سے مرشد نے دیا ساغر وحدت مجھکو
وصل ہر لحظہ ہے ہر دم ہے قیامت مجھکو

آپکو خود سے بھلاتا ہون تو پاتا ہون تجھے
نہ تو اذکار خوش آتے ہین نہ طاعت مجھکو

مین فنا شیخ کی الفت مین ہوا جب پورا
مل گیا دامن سلطان رسالت مجھکو

جب سے آنکھون مین سمایا ہے ترا جلوہ یار
نہ رہی تیری قسم اور کی چاہت مجھکو

حق کو اغیار سمجھتا ہے تو اغیار کو حق
تجھ سے آتی نہین بوئے بشریت مجھکو

وصل حق ہون مجھے کچھ نہین پروا واعظ
نہ سنا دوزخ و جنت کی حکایت مجھکو

بن گئے آئینہ خانہ مرے حق مین کونین
کہ نظر آتی ہے اب اپنی ہی صورت مجھکو

آتی ہے کان تو نہین ہر شئے سے انا الحق کی صدا
جب سے بخشی مرے مرشد نے سماعت مجھکو

تجھ سوا ہی کوئی ہادی نہ مضل اے جانان
کیون بنائی گئی دوزخ یہی حیرت مجھکو

کچھ مدینہ پہ موقوف نہین ہے غافل
ہوتی ہر شئے مین ہے حضرت کی زیارت مجھکو

سیر انفس کی ہوی جب مجھی محبوب نصیب
ہو چکی صاف عیان اپنی حقیقت مجھکو ہا

ہر ایک شئے مین ہے جلوہ اوس کا ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو
ہوا ہے حایل دوئی کا پردا ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو ہا

کہا جو منصور نے انا الحق بجا تو تم کفر اسس کو ہر گز
کلیم تھا کون حق کہ بندا ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو ہا

کہا ہے قرآن مین صاف حق نے کہ مین ہی ظاہر ہون مین ہی باطن
تو پھر تمہارا وجود کیسا ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو ہا

اگر نبی کو خدا کہون مین تو کفر مجھپر نہین ہے لازم
بشر وہ ہوتے تو سایہ ہوتا ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو

کہا جو موسے نے رب ارنی ندا یہ آئی کہ لن ترانی
خودی مین کیسا خدا کا جلوا ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو

کہو نہ تم خود کو حق و بندہ ہے کفر و شرک اس سے صاف ظاہر
ہین کون اب تم ازل مین سے تھے کیا ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو

ہر ایک مخلوق ایک خالق یہہ بات محبوب تو بہ توبہ
بنایا سب کو کہ خود بن آیا ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو

مے وحدت کی جو لذت چکھاؤن تجھکو
ہوش مین نہ پھر نادان نہ پاؤن تجھکو

توہی مقصود دو عالم ہی ارے او غافل
وہ کوئی اور ہے تجھ سی جو دکھاؤن تجھکو

عشق صادق ہی مر احسن جہان سوز ترا
تو چھپے لاکھ مگر ڈھونڈھکے پاؤن تجھکو

عمر بھر آپکو تو ڈھونڈھکے زنہار نپا
تیرا احوال اگر صاف سناؤن تجھکو

میٹ کر زنگ دوئی دلکو نکیون صاف کرون
جیسے آئینہ نہ کیون آپ مین پاؤن تجھکو

اب کے اظہار حقیقت جو کرے تو محبوب
دار پر صورت منصور چڑھاؤن تجھکو

مرے رہبر مرے مطلوب میرے مدعا تم ہو
بطون حق تعالے ہو ظہور مصطفا تم ہو
جدا وہ تم سے کب ہے اور اوس سے کب جدا تم ہو
ہے اوس کا عکس تم مین اور اوسکا آئینا تم ہو
وہی ہے اول و آخر وہی ہے ظاہر و باطن
سمجھتے خود کو ہو موجود کیسے بیحیا تم ہو
جو جانے آپ کو اچھی طرح وہ تم کو پہچانے
ہر اک کی شکل مین ایجان جان جلوہ نما تم ہو
دیا دل جسنے تم کو تمنے اوسکو جان سے مارا
خدا رکھے جہان مین ایک اچھے بیوفا تم ہو

سمایا نور وحدت کا ہے آنکھوں میں مری جب سے
جدھر میں دیکھتا ہون اُسطرف اے مہ لقا تم ہو
پیمبر کے سوا ہرگز کوئی بندہ نہین ہوتا
بتاؤ کون شئے ہو تم اگر غیر خدا تم ہو

نہ بھولو تم کبھی محبوب ارشاد رحیم اللہ
اُسی کی ذات باقی ہے جہانمین چیز کیا تم ہو

تو وہ بے نیاز ہے اے خدا تری شان جل جلالہ
تری حمد کرسکے کوئی کیا تری شان جل جلالہ
تو کلیم ہے تو قدیر ہے تو سمیع ہے تو بصیر ہے
نہوا کوئی تری شان کا تری شان جل جلالہ
کرون کیون نہ تیری عبادتین کرون کیون نہ تیری اطاعتین
نہین دو جہان مین ترے سوا تری شان جل جلالہ
نہو مجھ سے پھر تری بندگی نہو لحظہ بھر مری زندگی
جو تو ایک دم بھی ہوا جُدا تری شان جل جلالہ
رہی کوئی باقی نہ جستجو رہی کوئی دلمین نہ آرزو
ہوا جب سے در کا ترے گدا تری شان جل جلالہ
مرے فعل خاص مرے نہین وہ تجھی سے ہوتے ہین بالیقین

ہے گواہ آیت ما یشا تری شان جل جلالہ

اُنہین خوف جان ہی نہ بیم سر اُنہین شوق حور نہ ذوق زر
جنہین شوق ہے تری دید کا تری شان جل جلالہ

ہے بھرا جہان تری ذات سے گیا جسجگہ محبوب نے
جو پکارا آئی تری صدا تری شان جل جلالہ

اوٹھا لو چیز جو مد نظر ہو
تمہارا مال ہے دل ہو جگر ہو
میسر ہے یہین جلوہ تمہارا
ہمین کیا فائدہ محشر اگر ہو
کھلا یہ حال جب واقف ہوے ہم
احد باطن ہو تم ظاہر بشر ہو
زبان کنجی دہن ہے قفل دل در
مری آنکھ ہو کین اونکا کیون نہ گھر ہو
تو باقی ہے خدایا مین ہون فانی
مرا کس طرح سے تجھ تک گذر ہو
حقیقت سے نکیون واقف وہ ہو جائے
غلام چشتیا کوئی اگر ہو
خیال آئے نہ دل مین غیریت کا
جدہر دیکھون مری تجھپر نظر ہو
یہی عاشق کی ہے جا نو نشانی
ہمیشہ یاد حق مین آنکھ تر ہو
نہین ہے حق تو اے غافل کہان تو
بغیر از تخم کے کیونکر شجر ہو
وہ ذکر حق ہے منہ سے نکلے جو بات
خبر کیا ہو اوسے جو بیخبر ہو

رحیم اللہ ہو لب پر اپنے محبوب
عدم کا جبکہ ہستی سے سفر ہو

دیکھتا ہون جبکہ مین آثار کو
دیکھتا ہون چہرۂ دلدار کو

چشم بصیرت جب سے عطا ہوئی
پاتا ہون ہر شے مین اوسی یار کو

کفر مین ایمان ہوا ہے نصیب
سبحہ نکیون جانئے زنار کو

سیکڑون در سے ترے پاتے ہین فیض
رکھے سلامت تری سرکار کو

پیر نے دکھلایا ہے مین ایک جا
بندۂ مجبور کو مختار کو

آپ مین کب ہون جو کہون حال غیر
پوچھو نہ مجھ بیخود و سرشار کو

ہوتے ہو تم جیسے وہ ہو تمہی
کہدے کوئی کافر و دیندار کو

دخل نہین رویت حق مین کبھی
شغل کو اذکار کو افکار کو

کیون نہو دیدار خدا کا نصیب
دیکھ لیا جب مۂ ابرار کو

شیخ و برہمن مین ہے جس سے نفاق
جانتا ہون اوس بت عیار کو

ہند مین محبوب ہے مضطر بہت
لیجے بلا اس جگر افگار کو

غیرت سے دہو لے اپنے ہاتھ تو
جب نظر آئے گا وہ آئینہ رو

ایک کیا تجھ مین وہ ہر ہر رنگ مین
ہے نہان ایسا کہ جیسے گل مین بو

قبلۂ عالم کرون سجدہ کہ ہر
دیکھتا ہون جلوۂ حق چارسو

مدعائے ہر دو عالم ہوکے خود
ڈہونڈتا ہے جابجا پھر کسکو تو

کائنات آئینہ خانہ بن گئی۔
جسکو دیکھا خود کو پایا روبرو

عاشقون سے چھوٹتی کب ہے نماز ق اون کے عیبون کی فکر تو تجسس ہو
رہتے ہین وہ فی صلوات دائمون جنہین ہے سجدہ نہ تلبس اور وضو
خود پرستی چھوڑ اسمین ہے بدی لن تنالوا البر حتی تنفقوا ہو
من فا مت ہی لبس کر پھرا یا رنے در بدر صحرا بصحرا کو بکو
مین نہین ہون مین نہین ہون مین نہین نفس ہو دل ہو جگر ہو جان ہو
ذات حق ہے رنگ مے ذات نبی اور تیری ذات ہے قُل سبو
فیض سے خواجہ رحیم اللہ کے نکلی سب مجھ میرے دل کی آرزو

خوف کیا محبوب عصیان کا تجھے
آئی ہے صاف آیت لا تقنطوا ہو

کی رحیم اللہ نے جب سے مری بیدار آنکھہ دیکھتی ہے ہر جگہ تجھکو بت عیار آنکھہ
خود سے جبتک جو نہو آگاہ وہ انسان نہین جو نہ دیکھے حق کی صورت کو وہ ہے بیکار آنکھہ
کل کے وعدے پر مرے ہین سب مگر ظاہر نجو کھولکر دیکھو آج لوتا ہے طالب دیدار آنکھہ
ہمنے مانا لاکھہ تو ہی عالم و فاضل مگر رو برو مرشد کے کرتی ہے دم گفتار آنکھہ
جان لے کوئی نکوئی آگیا ہمین فتور ایک کیجو دوئی دیکھاتی ہے تری بیمار آنکھہ
کیون نہو دم بھر مین وہ فانی بخود باقی بحق جو لڑا لے پیر و مرشد سے مرے اکبار آنکھہ
دیکے تکلیف کیا مجھکو خمار غیر نے مجھہ مئے وحدت سے ہے ایسی مری سرشار آنکھہ
سوگیا محبوب تو جا تو نہ اسکو بے خبر وہ کسی خلوت نشین سے ہو رہی ہے چار آنکھہ

ہوسکے کسی سے ادا وصف تمہاری خواجہ
تم ہو محبوب خدا ہم ہین تمہارے خواجہ

ہاتھہ آئی ہے تری راہ مین ثابت قدمی
اوج پر کیون نہ مقدر ہون ہمارے خواجہ

مشکلین اوسکی نہ کسطرح سے آسان ہوجائین
لیکے نام آپکا جو کوئی پکارے خواجہ

کیا کہون ہجر کی شب عالم تنہائی مین
آنکھہین دکھلا کے ڈراتے ہین ستارے خواجہ

واجب الرحم ہین سمجھے کبھی الطاف اون پر
جیتے مرمر کے ہین عشاق تمہارے خواجہ

دیکھکر تجھہکو خدائی کا تماشہ دیکھا
کیون نہ سو جان سے جاؤن ترے وارے خواجہ

وہ ہوا جاتا ہے بے شبہ ولیئے کامل
آتے ہین خواب مین جس شخص کے پیارے خواجہ

نہ اوسے خواہش جنت نہ طلب ئے رونجی
آپکے جسکو میسر ہین نظارے خواجہ

قطع ہوجائے نہ کیون تار حیات محبوب
آہ وشد رہے نفس کی کہ زو آرے خواجہ

۷۹

شان ذات خدا رحیم اللہ
مظہر کبریا رحیم اللہ

عین سر الہی صحیح بھلا نہ صحیح
آپ کا ہو سکا رحیم اللہ

کوئی سمجھا ہوا نہ سمجھیگا
عاشق مصطفا رحیم اللہ

جسکو قربت تری ہوئی حاصل
وہ خدا سے ملا رحیم اللہ

وہ ہی زندہ ہے راہ مولا مین
جسنے کی جان فدا رحیم اللہ

مشکلین اوسکی حل نہون کیو نکر
کہدیا جسنے یا رحیم اللہ

تیرا کہلا کے جاؤن کس در پر
کر نہ مجھکو جدا رحیم اللہ

اوس سے کیونکر خدا نہو راضی
کس کی طاقت کہ کر سکے کوئی۔
مثل سایہ رہون ترے ہمراہ
تو نے ہے مولا مرا مرا خواجہ

جس سے راضی ہوا رحیم اللہ
وصف تیرا ادا رحیم اللہ
ہے یہی مدعا رحیم اللہ
مین ہون بندہ ترا رحیم اللہ

خوف دوزخ نہ رکھہ تو اے محبوب
ہے وسیلہ ترا رحیم اللہ

نہ کیجئے مجھے خستہ و خوار خواجہ
نہ کیون کفر ہستی سے نابود ہو جائے
تڑپتا ہے پہلو مین دل بنکے بجلی
ہوی جاتی ہے کشتی عمر غرقاب
مرادین مین اپنے ہی پاؤن عجب کیا
مرا ہاتھ ہو اور دامن تمہارا
بچا لیجئے اپنے فضل و کرم سے
رہ عشق سے بیخبر ہو گیا ہون۔

خبر لیجئے میری ہر بار خواجہ
چمک جائے گر تیری تلوار خواجہ
دکھا دیجئے مجھکو دیدار خواجہ
لگا دیجئے جلدی سے پار خواجہ
کہ پر فیض ہے تیرا دربار خواجہ
یہی ہے دعا میری ہر بار خواجہ
مصیبت مین ہو نین گرفتار خواجہ
تمہی مجھکو کردو خبردار خواجہ

اگرچہ ہے محبوب میرا تخلص۔
مگر ہون سراسر گنہگار خواجہ

۸۱

شئے نہیں وہ کہ جسمین تو نہ ہے
گل نہیں جسمین تیری بو نہ ہے

آپ مین جو کہ آپ کو پالے
اوسکو پھر کوئی جستجو نہ ہے

واصل حق اوسکو تم جانو
اپنی ہستی کی جسمین بو نہ ہے

باز آ تجت من و تو سے
گم ہوا ایسا کہ غیر ہو نہ ہے

آپ کو جسنے پایا اور پہچانو
دین و دنیا مین سرخرو نہ ہے

ہوشیار ہو تب دل کب تیری
قلب جبتک کہ ایک سو نہ ہے

معرفت سے جو لبریز ہے غافل
دین مین اوسکی آبرو نہ ہے

جہات شش غیر دور کر زاہد تو
تجھکو پھر حاجت وضو نہ ہے

زندگی اوس کی ہے عبث محجوب
جسکے وہ یار روبرو نہ ہے

تمام

زندگی قید سے جو تنگ ہے تو عشرت کیسی
تنگ ہے عرصۂ دنیا تو فراغت کیسی

لفظ کن کے ہین معانی مین یہ سارے جلوے
اوسکو منظور ہو وحدت تو یہ کثرت کیسی

آنکھ بینا ہو تو ہے سامنے اوسکی تصویر
دل ہے بیدار تو پھر خلوت و جلوت کیسی

روز فرقت تو ہمین خون رولا کر گذرا
دیکھین لاتی ہے بلائین شب فرقت کیسی

تیرے عشاق کا تسلیم و رضا ہے شیوہ
شکر ہر حال مین ہے لب پہ شکایت کیسی

اپنے کشتہ کا نشانتک وہ مٹا کر اوٹھے
عاشق خستہ سے تھی اونکو کدورت کیسی

جان دیدی ہمنے ترے فرقت کی اوٹھا کر صدمے
تو وہ پاس ہے محبوب کی تربت کیسی

پیر نسیم اللہ نے جس دم نین مین سرمہ لگایا رے
آنکہہ اوٹھاکر جدہر کو دیکھا ہر مین ہر کو پایا رے
رہکے خود یہین برسون جنے عمر کو یون ہی گنوایا رے
بیتم کو خود ہی مین پایا جب کہ خود کو بھلایا رے
نروپ نردہا اور نرنجن کہین کہایا اور کہین
اسم و لتعین کا لے پردہ الشان نام رکھایا رے
آپ کو کیون لامکان بتایا من مین ہی سکر مین مونہا
صحرا صحرا کوچہ کوچہ در در مجہکو پھرایا رے
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نفی کے ساتہہ اثبات کا کہیل
صدقے مین اوس نام کے جسنے دو کو ہمین بتایا رے
محیط ہے تو ہر ایک شئی پر شہ رگ ہی پر کیا موقوف
جگر مین دلمین سینہ مین سر مین آنکہو نمین توئی سمایا رے
گنج خفی سے نکل کے پیتم وحدت مین جب آن کھڑا
درشن اپنا آپ ہی کرنے درپن مجہکو بنایا رے
کہین کہا ہے نَحْنُ اَقْرَبُ فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کہین
ظاہر و باطن آپہی ہوکر خوب طلسم دکھایا رے
کوئی نہ سمجہا لفظ انا لحق کسنے کہا اور وہ تہا کون
کرکے گمان منصور کا سب نے ناحق دار چڑہایا رے
پران ہے جبتک تن مین تیرے کرلے تو لس و اکا درشن

گیا جو تو مایوس یہاں سے رہیگا وان پچھتایا رے
گم کرکے تو سدھ بدھ اپنی دھیانی مت ہو بن گیانی
دیکھ سمجھا کر تجھکو بنایا خود وہ بن آیا رے
ہو کر سلطان دونوں جہان کا بھیس بدل کر احمد کا
مثل سکندر پیغام اپنا خود ہی لے خود پہونچا یار رے
پرتھی وایو جل اگنی کا آپ محل کر کرتیار
خاک باد آب آتش
پیارے تیرے صدقے جاؤں خود کو مکین بنایا رے
بھج لے ہری کے نام کو ہر دم ہر آن اے محبوب بھول
چھوڑ بھروسہ دین دوئی کا جھوٹا سارا مایا رے

جانتا ہے جسکو تو غائب وہی مشہود ہے
چھوڑ دے اے بے خبر کرنا پرستش قبر کی
اے مصر احمد ہے میم جس کا نام ہے
کر کے ساکن عرش کا محدود ٹھہراتا ہے کیوں
میں بھی پیر طریقت سے سنا جاتا ہوں بات
مقتدا اے عارفان جو ہے رحیم اللہ شاہ

ہے وہی ساجد وہی سجدہ وہی مسجود ہے
کر غلامی پیر کی سمجھو اسمیں سود ہے
وہ کہیں عیسی کہیں موسی کہیں داؤد ہے
ذات حق کی بے جہت ہے ہر جگہ موجود ہے
کوچۂ الفت کا جو بلبل ہے وہی مسعود ہے
وہ مرا مطلوب ہے مقصود ہے معبود ہے

ماسوا اللہ کہہ رہا ہے کس کو اے محبوب تو
نام یاں حق کے سوائے غیر کا نابود ہے ۱۵

لقا نے حق کی کیون تجھکو طلب ہے — وہ تو ہی ہے جدا وہ تجھسے کب ہے

ہے مجھہ ہی سے ترا ہر جا یہ جلوہ - — نہون جب مین ترا ہونا عجب ہے

سمجھتا ہے خدا کو دور خود سے — ارے نادان یہہ تیرا کیا غضب ہے

جدا ہستی نے کر رکھا ہے میری — نہ ملنے کا ترے پہر کیا سبب ہے

کچھہ ایسا ہے مقام عشق ابدل — نہ کفر و دین نہ یان ذکر نسب ہے

لعین سے جدائی ہے وگرنہ — عرب کہتے ہین جسکو عین رب ہے

نہ کہہ تو لا الہٰ غیر رک پھر — جدا زاہد ترا گر تجھسے رب ہے

نر کہہ کل پر تو ہولے خود سے واقف — سمجھہ لے وقت فرصت ہی تواب ہے

فنا کر ذات حق مین اپنی ہستی — خدا کے ذکر کرنیکا یہہ ڈھب ہے

رحیم اللہ رحیم اللہ ہر دم ہو — وظیفہ یہہ مرا ہر روز و شب ہے

کہا کر حق کو حق بندہ کو بندہ
تجھے محبوب گر لازم ادب ہے

کیون پریشان غم و محن مین ہے — غور کر وہ ترے ہی من مین ہے

پاک کر غیر سے دل پہلے — کیون عبث تو صفائے تن مین ہے

کون سی جا نہین ترا جلوہ — تو ہی تو وادئ و چمن مین ہے

عبد و رب کا وہ بھید کیا جانے — جو زمانے کے مکر و فن مین ہے

ہے ہر اک شئے مین وہ نہان ایسا — رہتا خورشید جیون گہن مین ہے

سکے کہو ن مردہ دل ہو سکے زندہ
فتنہ کیسا تیرے سخن مین ہے

کس کو طاقت بیان کرے کوئی
وحدت میں کچھ نہیں تیرے سوا [illegible]

ایک محشر ہے چال مین تیری
ایک بادہ ہے تیرے سخن مین [illegible]

عشق احمد سے کون ہے خالی
سر میں سودا ہے [illegible]

ہے وہی ہر لباس مین موجود
شیخ ہیں [illegible]

کیون نہ ہر شے مین آپکو دیکھون
نور وحدت مجھ [illegible]

ہے قسم حق کی اے رحیم اللہ
تجھ سا رہبر کہان [illegible]

کون ہو سکتا ہے در پر محبوب
سر جو کچھ کہہ ہے وہ غیر ہے

یہ اپنے پیر کا مجھ پر کرم ہے
جہان مین ہون وہان میرا صنم ہے

جسے کہتے ہین رب الشان کا دل
ارے نادان وہی دیر و حرم ہے

برابر ذات سے ہر جا ہے موجود
زیادہ ہے کہین وہ اور نہ کم ہے

بھلانا اپنی ہستی ہے جنہین یاد
وصال حق انھین ہر اک دم ہے

دو عالم مین سوا تیرے کسیکو
نہ دیکھا ہے مجھے تیری قسم ہے

جدا بندہ سے ہے کب ذات حق کی
خدا کی ذات ہر شئے مین بہم ہے

یہی ارمان یہی حسرت ہے میری
میرا سر ہو جہان تیرا قدم ہے

ہے تجھسے مل کے ہی ملنیکی حسرت
بدلنا روپ تیرا اک ستم ہے

جو تیری ذات ہے وہ خلق ہے اے شہ
وسیلہ ہے رحیم اللہ کا جسکو

ترا کوچہ ہے مجھے باغ ارم ہے
کہو کس بات کا پھر اوسکو غم ہے

وجود اوسکے سوا کس کو ہے محبوب
جو تیری ذات ہے عین عدم ہے

جدا کب معرفت سے زاہد نادان شریعت ہے
یہہ مثل آیت قران ہے وہ اوسکی حقیقت ہے
بنائی اپنی ہی صورت پہ حق نے شکل آدم کی
اوسیکا رنگ ہے سبکا اوسیکی سبکی صورت ہے
نہ زاہد ہون نہ سالک ہون نہ عاشق ہون نہ واصل ہون
نری ہے چال ان سب سے مری کچھہ اور ہی گت ہے
کیا ہے تجھکو ظاہر کرکے پنہان آپ کو حق نے
خلاف اوسکے کرے جا تجھکو گر حق کی محبت ہے
اوسیکی راہ پر ہین کافر و دیندار جتنے ہین
بجز حق کون ہے یان کسکی تو کرتا شکایت ہے
جسے سب ہند کہتے ہین مدینہ ہے مرے حق مین
جسے شیخ جانتے ہین لوگ وہ حضرت کی تربت ہے
جدہر ڈالی نظر دیکھا اوسی کا جلوہ آرا

پئے دیدار حق مجھکو نہ خلوت ہے نہ جلوت ہے
گمان کو دور کر دینا گذرنا اپنی ہستی سے
اسیکو قرب کہتے ہین اسیکا نام وصلت ہے
بھرا کرتا ہے دم توحید کا زاہد تو ہر لحظہ
سمجھتا غیر پھر حق کو تری کیسی جہالت ہے
نسب سے مال سے زر سے فضیلت ہو نہین سکتی
مگر علم و ادب ہی سے ہر انسانکی شرافت ہے
مرے سینہ مین پہلو مین جگر مین جان مین دل مین
نہو جب تو تو میرے حق مین گویا اک قیامت ہے
اُٹھا کر دیکھ لے پردہ دوئی کا دیدۂ دل سے
جو کچھ دنیا مین ہے نادان مرآت حقیقت ہے
مرے مرشد جو ہین خواجہ رحیم اللہ شاہ چشتی
حضوری اون کی بس میرے لیے عین عبادت ہے

نہ لاؤ پھر کبھی لفظ نسب محبوب تم لب پر
ہوا توحید کی محفل مین کب دخل اضافت ہے
۱۹

پھونکدینگے ایک دن نالے سے یا فریاد سے
عشق مین تیرے سہین کیا کیا نہ دلبر آفتین

ملے فلک ہم خوب واقف ہین تری بنیاد سے
کم نہین ہین ہم جہا سہنے مین قیس و فرہاد سے

دیکھنا دنیا میں سر النسا کی ہے عبادت جدا — عشق ہے مجھکو وفا سے لاگ انہیں بیداد سے

زندہ دل دیکھا نہیں جاتا ہے دنیا میں کہیں — اب کوئی سینہ نہیں بہتر عدم آباد سے

تشنہ کام عشق ہوں پانی نہ مانگوں خنجر تک — سیر اگر ہو جاؤں آب خنجر جلاد سے

پھنسکے گیسو میں ترے سر کو نشان لیتا ہے دل — جال کیا پھیلا رہا ہے صید بھی صیاد سے

ہچکیوں سے دم گھٹا جاتا ہے دل بیچین ہے — کیا مصیبت میں پڑا ہوں میں کسی کی یاد سے

دل ازل سے ساتھ ہے اور رہا ساتھ ہوگا تا ابد — چھوٹ ہم سکتے نہیں اس دشمن ہمزاد سے

سونے سونے سارے میخانے نظر آئیں نکیوں
اب کہاں محبوب کو فرصت خدا کی یاد سے

بقا باللہ بحق فانی محی الدین جیلانی — سراپا ظل سبحانی محی الدین جیلانی

ہو تم معشوق ربانی محی الدین جیلانی — رسول اللہ کے جانی محی الدین جیلانی

جہاں تک آپ پہنچے ہیں وہاں تک کوئی کیا جائے — ولی حق ہیں لاثانی محی الدین جیلانی

دو قالب ایک جاں ہو تم جدا ہو تمسے تو کیونکر — جو ہیں اجمیر کے بانی محی الدین جیلانی

عجب کیا ہے کریں مردے کو زندہ اپنی قدرت سے — صفت رکھتے ہیں رحمانی محی الدین جیلانی

وہ تم غوث دو عالم ہو کہ شاہا آپ کے در کی — ملک تیرے ہیں دربانی محی الدین جیلانی

گرفتار مصیبت ہوں لغزش بحر عصیاں ہوں — کرو مشکل میں آسانی محی الدین جیلانی

ولی کیا غوث کیا اقطاب کیا ابدال کیا سب ہیں — تمہیں ہے فخر سلطانی محی الدین جیلانی

جو منکر ہے کرامت کا تمہاری دل سے پھر اس میں — کہاں اوسکے مسلمانی محی الدین جیلانی

خدا کے واسطے محبوب کو محشر مین بخشنا تو
نہو اسکو پریشانی محی الدین حبیب

خود سے ہو آگاہ تو سمجھا جو کچھ ہے وہ توہی ہے
مرشد رہبر اللہ بندا جو کچھ ہے وہ توہی ہے

آگے پیچھے دائین بائین اندر باہر تحت اور فوق
جب دیکھا تو تجھی کو دیکھا جو کچھ ہے وہ توہی ہے

دیدۂ دل سے پردہ دوئی کا اوٹھا کے دیکھا تو یہ کھلا
سیپی موتی قطرہ دریا جو کچھ ہے وہ توہی ہے

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ تیری شان مقدس ہے یارب
دانا بینا شنوا گویا جو کچھ ہے وہ توہی ہے

معبود اور مقصود توئی ہے موجود اور مشہود توئی
فعل و فاعل اسم و مسما جو کچھ ہے وہ توہی ہے

بت مین بتخانہ مین مے مین میخانہ مین کعبہ مین
خوب بجھا کر ہمنے دیکھا جو کچھ ہے وہ توہی ہے

جان گئے ہم چار عناصر کا جو رنگی کھیل ترا
مکین مکان در جو کھٹ پردا جو کچھ ہے وہ توہی ہے

ہوا ہے اب تک اور نہو گا تیرے سوا یان غیر ترا
اول آخر پنہان پیدا جو کچھ ہے وہ توہی ہے

کہین رحیم اللہ کہا یا کہین کہا یا تو محبوب
ہر شئے سے ہے صاف ہویدا جو کچھ ہی وہ تو ہی ہے

حق کو پہچان صرف کہین لا مکان نہین ہے
جانا نہ ایک نے بھی ٹھکانا تیرا صنم
کعبہ مین شیخ ہے تو کلیسا مین برہمن
سمجھو جو دل کو صاف کیا مثل آئینہ
کچھہ تو نے کہدیا تو اڑے ہوش خلق کے
قربت ہے جسکو تیری خوشی ہی نہ غم اوسے

اوس بے نشان کا جلوہ تو ہر نشان میں ہے
جو ڈہونڈھتا ہے تجکو تو سکی ہی جا نہین ہے
کیا کیا ترا ظہور خدایا جہان مین ہے
دو نو جہان کی سیر ہمارے مکان مین ہے
اعجاز کیا بھرا ہوا تیری زبان مین ہے
فرقت ہے جسکو تیری وہ درد و فغان مین ہے

محبوب مرشد اب کوئی خواجہ رحیم سا
ملک دکن مین ہے نہ تو ہندوستان مین ہے

مدعی یہ تو بتا کس سے خدا ملتا ہے
دو نو عالم مین خودی ہی ہے خدا کا ہی ظہور
فیض سے اوسکے وہ ہوتا ہی حقیقی مومن
دید سے حق کی جو منکر ہے زیان کار ہی وہ
جسم سے جان جدا ہو تو عمل پھر کیسا
رنج و راحت کو نکر ذات خدا پر محمول

کہ جہان دیکھو وہان اپنا پتا ملتا ہے
جب خودی خاک مین ملجاے تو کیا ملتا ہے
جسکو کامل کوئی قسمت سے گدا ملتا ہے
دیکھہ اسبات کا قرآن مین پتا ملتا ہے
وان فقط علم کا ہر اک کو صلا ملتا ہے
تیرے اعمال ہی کا تجھکو صلا ملتا ہے

مر چکا مرنے سے آگے تو ہوا یہہ معلوم
سچ ہے محبوب کہ حق بعد فنا ملتا ہے

جو نور خدا تم میں مثل نحو زبان ہے
ہے ایک وہی اس کے سوا کون ہے باقی
کعبہ کو کلیسا کر نہ بہول کے غافل
کٹتی ہے شب و روز تصور مین کسی کے
غفلت ہے یہان غیر کہون نفی کسی کی
جو آپ کو کرتے ہین فنا ذات خدا مین
آنکھوں سے اٹھے پردہ غفلت تو یہ کھل جائے
جبتک تو نہو جھگڑے ہیں فارغ من و تو کے

ہر جائے ہر اک شئی مین وہی جلوہ کنان ہے
ہین عین جو تو کہتا ہے کہان تیرا نشان ہے
تو ڈہونڈ رہا ہے جسے وہ تجھ مین نہان ہے
ہر لحظہ مرے پیش نظر باغ جنان ہے
جب سے ہم وہی فعل وہی ہو وہی جان ہے
ہے اس پہ عیان عاشق جو کچھ راز نہان ہے
انسان جسے کہتے ہین وہ حق کی ہی شان ہے
دیدار خدا تجھکو یہان ہے تو وہان ہے

یہہ بات بتادی ہے مرے پیر نے محبوب
موجود وہی ایک ہے سب وہم و گمان ہے

خبر نہین ہے کہ کیا تیرے ہاتھ آتا ہی
تو جسکو چاہے اوسے آشنا بناتا ہے
عبث تجا تو مرے دم کر آنے جانے کو
خدا کی ذات مقید نہین ہے اے نادان

بنا بنا کے جو تو صورتین مٹاتا ہے
تو جسکو چاہے اوسی در بدر پھراتا ہے
ہر آن ایک تماشا نیا دکھاتا ہے
تو دیکھتا ہے کسی شئے مین کب سماتا ہے

عدم کی بستی بھی رہتی ہے خدا رسگے
کہ وان سے کوی ہی آتا تو کوئی جاتا ہے

نہین ہے غیر کوی مین تو اک ہین ہم ہین
کسی سے ہم کو قرابت ہے اور نہ ناتا ہے

بھری ہین جلوۂ دلدار سے مری آنکھین
کوی نگاہ مین محبوب کب سماتا ہے

مُنھ آگے ترے رخ کے مہتاب کا کالا ہے
کیا نور کے سانچہ مین حقنے تجھے ڈھالا ہے

ہے رنگ عجب تیرا کیا کوی سمجھے جانے
ہر شئے مین بھرا رہکر پھر سب سے نرالا ہے

جس نور کا عاشق ہے اللہ بھی سو دل سے
اوس نور مقدّس کا دو جگ مین اوجالا ہے

کب دخل حقیقت مین ہو عقل کو اے جانان۔
کم حوصلہ میرا ہے رتبہ ترا اعلا ہے

جا نو نہ جدُا ہرگز رب اور عرب کو تم
رب ہے مہ کامل عین اوس ماہ کا ہالا ہے

گر وصل خدا کا ہے شایق تو نہ بن ذاکر
دے حق کو جسے تو نے سونا تسے پالا ہے

ابلیس ترے درپے رہتا ہے نہ رہنے دیے
محبوب محمد تیرا اللہ تعالے ہے

ہو سکے کس سے بیان خوبیٔ صنعت تیری
عقل حیران ہے مری دیکھکے قدرت تیری

ہے وہی کام کا جس شخص کی یہہ حالت ہو
لب پہ ہو نام ترا دل مین محبت تیری

بندگی وہ نہین جسمین کہ ہون ساجد مسجود
آپ کو صاف مٹانا ہے عبادت تیری

دل سے مین داغ محبت کو مٹاؤن کیون کر
یہہ نشانی ہے تری یہہ ہے امانت تیری

یہہ کسیکو نہین طاقت جو تجھے دیکھ سکے
ورنہ تو چھپ کے رہے یہہ نہین عادت تیری

تو ہی باطن مین خدا ہے تو ہی ظاہر مین نبی
جان پہچان سکے کیا کوئی حکمت تیری

وہی جنت ہے جسے کہتے ہین تیری قربت
وہی دوزخ ہے جسے کہتے ہین فرقت تیری

اون کے سو ظلم پہ بہی تو نہین کرتا شکوہ
دل بیتاب ترے صدقے شرافت تیری

بخدا کفر و ضلالت مین گذرتی میری
مجھپہ یا پیر جو ہوتی نہ عنایت تیری

التجا یہی محبوب کی تجھسے یا پیر مرتے دم پیش نظر ہو مری صورت تیری

نظر مین سمایا اک آئینہ رو ہے
جدہر سر کو مین دیکھوں تو ہی تو ہے

تعین مٹا دے ہر اک شئے کا زاہد
ہمیں یار اپنا جلوہ [illegible] ہے

بتا مجکو ہے جستجو کس کی اے دل
جو [illegible] ہے

عبادت ہی کیا وہ تو جبر ہے نارَ
تو ہے قبلہ [illegible] ہے

نہین غیر تیرے سوا دوسرا این
وہ تو ہی تو ہے [illegible] ہے

تو اپنے کو دیکھ آپ ا غیر سے ہو
یہی تو نماز اور عشق [illegible] ہے

کسی پیر کامل سے اپنا پتہ لے
[illegible] ہے

دم نزع ہو لب پر یا پیر جاری
یہی میرا مقصد یہی آرزو ہے

ہوا وصل محبوب جس کو نہ [illegible]
وہ دونوں جہان مین سدا سرخرو ہے

ماسوا اللہ کا پردہ جو اٹھایا ساقی
یوں تو میخوار تھا پر آپکو پایا ساقی

کھلگئی ساری خدائی کی حقیقت پلمیں
جام وحدت مجھے جسوقت پلایا ساقی

دیکھنا آپکو سمجھا کرے اپنا مطلوب
میکدہ مین ترے زاہد اگر آیا ساقی

آگ دوزخ کی حرام اسپہ نکیونکر ہوجائے
شربت وصل جسے تو نے پلایا ساقی

تشنہ کام آکے یہان ہوتے ہیں لاکہوں سیراب
تو نے بھٹی کو تو اک بحر بنایا ساقی

کچھ نہ دیکھا نہ دکھایا مگر اتنا ہے خیال
خود کو بندہ جو سمجھتا تھا بھلایا ساقی

ایک ہی جام مین مدہوش ہوا ہی محبوب
ہوا کس پہ دیکھیں وہ شوخ بن آیا ساقی

قسم وجہہ اللہ شان حق ہے یہ بات ام الکتاب مین ہے
نجان کر کیون ہوا ہے غافل عیان ہو وہ کب حجاب مین ہے

تمام عالم کا یون تو بخشندہ ہی خدا ہے کریم لیکن
نثار لو یہ کہے اوسکے بیاہون کہ جبکا اقوا شباب مین ہے

وہ شخص ہے تجھمین عکس اوسکا نہ تو جدا اوس سے وہ نہ تجھسے
مٹا دے آئینہ خودی کو پڑا ہوا کب سے خواب مین ہے

جو یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید سمجھا
پھر اسکو خوف و امید کیسا وہ اولیا کے حساب مین ہے

ہے نحن اقرب کا صاف معنی مگر ہے زاہد تو پھر بھی بھٹکا
ہوا نہ مومن بنا نہ کافر عجب طرح کے عذاب مین ہے

خدا ہے شاہد کہ جو خودی مین بھرے ہین وہ ہین جدا خدا سے
نثار مین اپنی بیخودی کے کہ خود خدا اس حجاب مین ہے

پیا ہے جسنے نہ جام وحدت وہ جانتے محبوب سر خ کیا
قسم خدا کی خدائی ساری اس ایک جام شراب مین ہے

نہین کچھ فائدہ گر سو طرح کا علم حاصل ہے
من و تو کا پتہ توحید تک چلتا ہے اے غافل
سوا فقر کے کیونکر ادا تجھسے شریعت ہو

جو ہے بے پیر دنیا مین وہ بیشک حقیقی غافل ہے
تو خود جسکو حاصل ہو وہ ذات حقین شامل ہے
خدا اپنی کہان تجھمین فقط تو ایک عامل ہے

نہ دی اسمین جگہ نادان دنیا کے بکھیڑونکو
نہ وہ عاشق کہیکا ہے نہ عاشق ہی کوئی اسکا
گیا جو پاس انکے وہ خدا کے پاس جا پہونچا
تصور اُنہنکا ہے سمایا دل مین کچھ ایسا
جو زرہ جاؤ کبھی ٹیڑھی گلین مین تو کھے دہی جیونا
فقیر دن سکے جو بھی خدام انکو ہی مذاق اسکا
کرے انکار جو حق سے اوسیکا نام ہی کافر
جسے توحید تو سمجھا ہی وہ تشریک ہی مجھکو

خدا کا تھا مین خلوت تھا نہ آرام اک دل ہے
جو واصل ہے وہ ہر دم اپنی ہستی سے بیدل ہے
یہ مجمع ہی حسینونکا کہ جلا دونکی محفل ہے
جدہر ہی مین دیکھتا ہون وہ صنم میرے مقابل ہے
جو جانے معرفت کا بھید وہ انسان کامل ہے
خدا کا قرب ہے ہر اک کو یہ سخت مشکل ہے
جدا جو سمجھے خود سے حق کو وہ مشرک ہی جاہل ہے
جسے تو کفر سمجھا وہ میرا ایمان کامل ہے

مثال آئینہ سے ہے تو اوسیکا عکس ہے تجھمین
ترا حق تجھسے اے محبوب خارج ہے نہ داخل ہے

رکھا تلاش مین برسون مجھے جدا کرکے
وصال اس بت رعنا کا ہی محال ایدل
ہر ایک شئی مین ہے جلوہ بھرا ہوا حق کا
چلاؤ درستے تم مجھکو اے خواجہ
فنا مین جسکو سمجھتا تھا قہر سے اپنے
اوسیکا جلوہ نظر آئے جسگھڑی دیکھو
مقام وصل پر سے ہے آنا و انت سے

ملا وہ مجھسے تو ہستی مری فنا کرکے
گر اپنی عمر گذاری خدا خدا کرکے
ہم اسکو دیکھتے ہین دلکی آنکھ وا کرکے
یہین کی خاک بنون آپکو فنا کرکے
دکھایا پیر نے میرے مجھے بقا کرکے
رکھو جو دل صفت آئینہ صفا کرکے
گذر تو اس سے تربیا انا انا کرکے

یہہ بات سب مین کہان ہے جو ہین کاملٌ	خدا کو بندیکو بتلاتے ہین جدا کرکے
حبیب ہین یہ کہتے تجہکو منزلِ مقصود	چلا ہون عشق کو مین اپنا رہنما کرکے

ہے یہ خیال مین محبوب پیر کا ارشاد
بتاؤ بندے کو ہرگز نہ تم خدا کرکے

جگر پر درد دل بیتاب لب پر جان آئی ہے
بتون کے عشق نے میری عجب حالت بنائی ہے
نہ دن کو چین ہے مجہکو نہ شب کو خواب ہے مجہکو
تری تصویر جب سے میری آنکہو نمین سمائی ہے
پلٹ جائین بلا پرسش نکیون منکر نکیر آکر
لحد مین جب کہون منہ سے محمد کی دُہائی ہے
جسے دیکہا اوسے مانند بسمل کر دیا مضطر
نظر کیا پائی آنکہو نمین بتون نے تیغ پائی ہے
نجالو دم کو میرے بہید سے خالی عزیز و تم
عدم تک میری ہستی سے ہر اک لحظہ رسائی ہے
نرکھ اے چارہ گر داغ دل بیتاب پر مرہم
کہ یہہ دولت بہت مر مر کے اُلفت مین کمائی ہے
نہ آنے پائے محشر تک خیال غیر بھولے سے

یہی حسرت یہی ارمان یہی جی مین سمائی ہے
برہمن دیر سے نکلا تو چھوڑا شیخ نے کعبہ
الٰہی کیا خدائی ان بتون کے ہاتھ آئی ہے
دل مضطر عبث بیتاب ہے سیماب کیصورت
وجود اوسکے سوا کس کا ہے یان کس سے جدائی ہے

سوے مقتل روان ہے اک خدائی جان دینے کو
چلو ہم بھی چلین محبوب قسمت آزمائی ہے

حل مطلب کون مشکل بات ہے
مشغلہ مجھکو یہی دن رات ہے
خلق مین مشہور جو سکرات ہے
کور باطن جسکا ہووے راہبر
دیکھنے کی آنکھ ہو تجھمین تو دیکھ
من عرف کو جبتلک سمجھا نہین
خواجگان چشت کے دربار مین
جب دوئی کا دل سے پردہ اٹھگیا
عشق مین مرنیکے آگے مرچکے
چشم حق سے دیکھ خلقی دید کو

پیر میرا قاضی الحاجات ہے
مین ہون فانی باقی اوسکی ذات ہے
وہ تمہارے ہجر ہی کی رات ہے
اوسکے حق مین راہ حق ظلمات ہے
ہرجگہ موجود اوسکی ذات ہے
رائیگان زاہد تری اوقات ہے
مرحبا ہر نفی بھی اثبات ہے
پھر جہان دیکھو اوسکی ذات ہے
موت ہے ہمکو نہ اب سکرات ہے
ورنہ تو اور کیا تری اوقات ہے

حضرت محبوب اب تم جی چکے
ہیرا دامین اون کی پوری گھات ہے

تونے واعظ اگر باتین سنے دلدار کی
ہے تجھے پھر خموشی گفتگو تکرار کی

نام کا ناظر ہون لیکن کام کا منظور ہون
ہر تو پیر کے دلمین خواہش اپنی ہی دیدار کی

دو نون جہان مین ہین باب گنج معرفت
ہے زبان پیری کہ کنجی معدن اسرار کی

جسنے دیکھا ہو نہ حق کو پیر کو دیکھے میرے
صاف مت جانیو دل سے خواہشین دیدار کی

دید وحدت کی کیا کرتا ہون کثرت مین مدام
سیر مجھکو کیون نہ خوش آیا کرے بازار کی

جو ہین ارباب حقیقت خشت سخن سے ہین بہرے
صاحب تقلید جانین قدر کیا اشعار کی

بھول جانا آپکو روزہ اسیکا نام ہے
آگئی جسدم خودی معنی ہی یہہ افطار کی

من عرف کی راز سے واقف نہ ہو جبتک کوئی
اوسکو پھر تمیز کیا مجبور کی مختار کی

صورت منصور انا الحق کیون کہے جاتے ہو تم
تمکو اے محبوب اچھی آرزو ہے دار کی

مرشد وہ ہے کہ جسمین ہو شان محمدی
ورنہ مرید اور نشان محمدی

حق بھی رہے رسول بھی ہو اکے خود نہین
اے مشرکو نکالو گمان محمدی

سودا خرید وحشر کا اے زاہدو یہان
چلتی ہے مرشدو نہین دکان محمدی

ثابت ہوا حدیث بلا میم سے مجھے
باطن مین حق عیان ہی نشان محمدی

طیبہ کو جا کے کس لئے زحمت اٹھایئے
گفتار شیخ کی جو سنو تم یہہ جان لو

یہہ دل کو جانتے ہین مکان محمدی
گویا ہوا ہے حق بزبان محمدی

محبوب اب جہان سے ملک عدم چلا
گر تم کو ہے تلاش میان محمدی

سنا ہے بے نقاب اس بت کی صورت ہونیوالی ہے
قیامت خلق مین پیش از قیامت ہونیوالی ہے

وہ کافر بے نقاب آنیکو ہے سیر و تماشہ کو
قیامت مین قیامت پر قیامت ہونیوالی ہے

لحد سے اضطراب دل ترے کوچہ مین لائیگا
پس مردن یہہ اک مجھسے کرامت ہونیوالی ہے

ستمگر مین ترے جور و ستم تنہا اوٹھاتا ہون
مری ہمت پہ اک دنیا کو حیرت ہونیوالی ہے

ارے ظالم نہ گھبرا فتنۂ روز قیامت سے
تری تعریف اور میری شکایت ہونیوالی ہے

وفا پر مین رہون قائم جفا پر تم رہو قائم
جو کچھہ ہوتا ہے وہ ہوگا قیامت ہونیوالی ہے

تری محفل کی دعوت بھی عداوت خیز ہے ظالم

رقیبوں سے مجھے صاحب سلامت ہونیوالی ہے
نہ پایا ضبط و ادب اُن کو رقیبوں سے
جو میری ہے وہی اُنکی ہی عادت ہونیوالی ہے

کس لیے مجھ کو سمجھتے ہیں دور رہتے ہیں عشاق سے اُن کے
یہ محبوب ... ...ی اور بھی ست ہونیوالی ہے ۱۰۱

جام وحدت جب پلایا یار نے — میری ہستی کو مٹایا یار نے
ہو گئے خود سوا لیس پردہ کہیں — آپ ہی بندہ کہایا یار نے
سخت ہی میں آپ سے باہر ہوا — رمز کچھ ایسا بتایا یار نے
میں کبھی تھا خوش کبھی غمگین رہا — مجھکو کیا کیا آزمایا یار نے
رہ گئے سنہ رنگ سے ... نزدیک تر — دربدر ناحق پھرایا یار نے
کنت کنزا سے جو نکلا سیر کو — جلوہ دو رنگی دکھایا یار نے

شکر ہے محبوب یہہ اچھا ہوا
ہم کو جو بندہ بنایا یار نے ۱۰۲

جب سے دل میرا شراب عشق سے مخمور ہے
اٹھ گئی ظلمت سراپا نور سے معمور ہے

مے پنا اپنا تو کردے حق کی الفت مین فنا
عمر دو روزہ پہ اے دل تو عبث مغرور ہے
جس طرف دیکھا نظر آیا مجھے جلوہ ترا
دونو عالم مجھکو اپنے حق مین کوہ طور ہے
اَینَمَا کُنتُم سے مجھے قربت یہہ ہوی حاصل مجھے
مین ترے نزدیک ہون اور کب تو مجھسے دور ہے
تجھسے جو ہوتے ہین صادر فعل وہ تجھسے نہان
ہے وہی ہر فعل کا مختار تو مجبور ہے
حق کو دکھلانے کا دعوے کفر ہے اے شیخ جی
کون یان حق کے سوائے ناظر و منظور ہے
لامکان کی سیر اک پل بہر مین کر آتے ہین ہم
زاہدون کے حق مین یہہ منزل کڑی ہے دور ہے
باقی باللہ جو ہین وہ کرتے نظارہ ہین ترا
ورنہ دیکھے ہر کوئی تجھکو کہان مقدور ہے

رب کو ظاہر کرکے اے محبوب خود ہو جا نہان
عارفان حق جو ہین اُن کا یہی دستور ہے

نجانو تم کہ کیسے ہین ہم بنای ہوے	عدم سی آپ ہی ہستی مین ہم مین آئی ہوے

کہاں جو تھک کے تیری راہ عشق مین بیٹھا
خودی ہو جن مین نہ کیونکر ہون تجھکو پائے ہوے

صلوٰۃ وصوم مبارک ہو زاہدو تمکو
ہم اپنے یار سے مٹھی ہین دل لگائے ہوے

اگر وہ بام پہ آجائیں حشر ہو برپا
نقاب مین نہین ہیو جو منہ چھپائے ہوے

فراق جنکو ہے تیرا وہ شور کرتے ہین
خموش رہتے ہین وہ جو ہین تجھکو پائے ہوے

کسی سے کیا کہیں قالو بلیٰ کی باتونکو
ہم ہی کہائے ہوئی ہین ہم ہی سنائے ہوے

جو یاد خود کی رہے وہ یاد حق ہے اے محبوب
خودی مین رہتے نہیں ہین خدا کو پائے ہوے

عیان جلوہ ہے ہر فرد بشر سے
وہ کیونکر چھپ سکے اہل نظر سے

فنا فی اللہ کی منزل ہوی طے
مرا سر گھسگیا جب سنگ در سے

جوہین مردان میدان محبت
وہ راہ عشق مین چلتے ہین سر سے

انا من نور سے واقف جو ہو جائے
وہ ملجائے نہ کیون خیر البشر سے

ملی ہم کو حیات جاودانی
پیالہ جب ملا خواجہ کے گھر سے

اوسیکے زیر فرمان ہین دو عالم
اگر دیکھو حقیقت کی نظر سے

سراپا نور ہے جسم مبارک
پتہ ملتا ہے حضرت کی کمر سے

خلاف حکم مرشد جو کرے کام
نکیون اوسپر خدا کا قہر برسے

بجز اپنے پتہ چلتا ہے کس کا
سلف مین تخم تھے اب ہین شجر سے

کہان پھر عبد و ربی اوسکو تمیز
نہو آگاہ جب تک خیر و شر سے

نظر توحید پر ہے جن کی قایم / اونہین کیا کام ہے عیب و ہنر سے
غلط فہمی تری اچھی نہین یہہ / نہ تہا اول تو اب آیا کدہر سے

تمنا ہے یہی محبوب میری -
نہ نکلے صورت مرشد نظر سے -

غلط کہتے ہین وہ پردہ نشین ہے / عیان ہے صاف پوشیدہ نہین ہے
خودی باقی نہو گر تجہمین ایدل / تو پہر حق جلوہ گر ہے تو نہین ہے
مبارک قبلہ روے تجہکو زاہد / جدہر وہ ہین اودہر میری جبین ہے
جو سمجہا خود کو اوسنے تجہکو پایا / جو ہے علم الیقین عین الیقین ہے
جسے تو ہوکے غافل ڈہونڈتا ہے / مکان دل مین ترے وہ مکین ہے
جنون عشق نے کی ہے یہہ حالت / گریبان ہے نہ باقی آستین ہے
خیال آئینہ جب سے سمایا / جہان ہم ہین مقابل وہ وہین ہے
عمل کے ساتہہ ہے فردوس دوزخ / سمجہہ غافل کہ جو کچہہ ہے یہین ہے
نزولی اور عروجی ہے یہی سیر / وہی ہے آسمان وہ ہی زمین ہے
تو خود کو دیکہہ آئینہ مین دل کے / کہ تجہسا کون دنیا مین حسین ہے
جدا اب تجہسے نجان اوسکو توہر گز / تری شہ رگ سے وہ بالکل قرین ہے
جسے تحت الثری سمجہا تہا مین نے / وہی حق مین مرے عرش برین ہے
رحیم اللہ شاہ کہتے ہین جن کو / اونہین کا نام لیوا کمترین ہے

ہے مذہب عشق اپنا پھر تو محبوب
کہان ذکر نسب اور کفر و دین ہے

تو خود عشق ہے آپ ہی حسن ہو کر تو یوسف ہے آپ اور خریدار تو ہے
جلالی جمالی مین دو رنگ تیرے کہین نور تو ہے کہین نار تو ہے
تو مولا ہے میرا مین بندہ ہون تیرا نچایا مجھے تونے تو مین ہی ناچا
تو ہے مثل غسال اور مین ہون مردہ مین مجبور ہون اور مختار تو ہے
فنا کسکی ٹہیری بقا کسکی ٹہرے زمین آسمان جبکہ ہون نور تیرے
جدہر آنکھ اوٹھائی اودہر تجھکو پایا صفت ذات فعل اسم آثار تو ہے
گمان و یقین کو بجہا کر جو دیکھا ظہور احدیت اور وحدت کا پایا
کہین بیخبر خود ہی سے خود بنا ہے کہین عشق مین اپنے سرشار تو ہے
نہ بندہ نہ رب ہے تری ذات نادان کھلے راز خود کا تو ہوگا پشیمان
وہی کفر ہو جائیگا تیرا ایمان ہمیشہ بدل حس سے بیزار تو ہے
دو عالم مین جانا تیرا غیر کب ہے نہ تہا پیشتر اور نہ ہوگا نہ اب ہے
لباس عدم کو پہنکر سراپا ہوا جگ مین ہر جا نمودار تو ہے
یہی عرض ہے تجہ سے میری خدایا مرے تہین جبتک کہ ہو تار دم کا
نہو اپنی ہستی کی مجھکو خبر کچھہ رہے دم سے جاری کہ ہر بار تو ہے
نہین ہے کوئی توشہ گو عاقبت کا بھروسہ اگر ہے تو تیری کرم کا
نظر نہ عصیان پہ محبوب کے تو سنا ہو کہ اللہ ستار تو ہے

جلوہ یار نظر آتا ہے
بخت بیدار نظر آتا ہے

سب تیرے باغ مین جب جاتا ہون
گل ہی اک خار نظر آتا ہے

مئے وحدت سے یہان ہر ذرہ
مست و سرشار نظر آتا ہے

مثل آئینہ صفا کر دل کو
دیکھہ ابہی یار نظر آتا ہے

برسون بے ہوش ہا کرتا ہون
تو جو اکبار نظر آتا ہے

مجھکو ہر شے مین تمہارا جلوہ
آئینہ دار نظر آتا ہے

ہے جنہین چشم بصیرت انکو
وہ نمودار نظر آتا ہے

دو جہان مین بلباس دیگر
اک وہی یار نظر آتا ہے

رحمتی سب ہین مگر تو محبوب
اک گنہگار نظر آتا ہے

بنے ہین آپ جب رہبر معین الدین اجمیریؒ
ہر اک تاجی نہو کیونکر معین الدین اجمیریؒ

سیادت سی سیادت ہے ولایت سی ولایت ہے
بھرے ہین آپ مین جوہر معین الدین اجمیریؒ

جو پہنچا آپ کے در پر ہوا وہ واصل مولا
ہوا ہے تجربہ اکثر معین الدین اجمیریؒ

نگاہ فیض سے جب خاکدان ہے غیرت گردون

نکیوں ذرہ ہے اختر معین الدین اجمیریؒ

عقیدت مند روضہ کو ترے فردوس کہتے ہین
رہے ہے اجمیر گردو نیر معین الدین اجمیریؒ

شہنشاہ پادشاہونکا وسیلہ ہے گداؤن کا
بنا ہے ہند کا افسر معین الدین اجمیریؒ

ولی تو وہ کہ تیرا انبیا کے ساتھہ محشر ہو
کوئی کیا ہو ترا ہمسر معین الدین اجمیریؒ

جگر مین داغ دلمین درد ہے مشتاق دید آنکھین
بھرے ہین آپکے سب گہر معین الدین اجمیریؒ

کہین خواجہ معین الدین کہین خواجہ رحمۃ اللہ
بدلتے روپ ہین اکثر معین الدین اجمیریؒ

۱۱۵
ارادہ جب نکلنیکا کرے جان تن سے اے محبوب
تو ہر دم ہو مرے لب پر معین الدین اجمیری

نظر مین غافلونکی ظاہرا اک شئی معما ہی
من و تو سے بری ہے شان ذات کبریائی
میسر ہے جنھین دیدار حق ہر وقت عالم مین
مین محو ذات ہون مجھکو خبر مطلق نہین اپنی

مگر یہہ تو کسینے بھی نجانا حق ہویدا ہی
تو پھر ایدل انا الحق کا عبث تیرا یہ دعوا ہی
بھلا فرمایئے پھر انکو کب جنت کی پروا ہی
نجانا تو نہین خدا ہی کون کس کا نام بندا ہی

بمقام دید میں کب دخل ہے رائی و مرئی کا
وہ کافر ہی کہا جسنے کہ تجھکو ہمنے دیکھا ہے

جدا ہوں شکل میں لیکن صراحت میں ملاقی ہم
حباب آسا ہی میری ذات تیری ذات دریا ہے

نکر لے شیخ دعوا عاشقی کا حسن پر اسکی
وہی معشوق در پردہ وہی خود آپ شیدا ہے

جو ذات پاک کہلایا احد تھا گنج مخفی میں
وہی وحدت کی منزل میں محمد خود بن آیا ہے

جدھر میں دیکھتا ہوں تجھکو ہر اک شئے میں پاتا ہوں
جہاں میں جب سے پہچان جہاں تو جلوہ فرما ہے

جو عاشق ہیں وہ یاد حق سے دم بھی نہیں غافل
عبادت یہہ ہی جسمیں نہ جلسہ ہے نہ سجدا ہے

وہی ہے لامکان میں جسجگہ رہتا ہوں اے زاہد
مری آنکھیں مدینہ ہیں تو دل ہی ایک کعبا ہے

حیات و موت بس اک کھیل ہے محبوب کے حق میں
کہ دن بھر میں ہزاروں بار مرتا اور جیتا ہے

رہی کوئی نہ کوئی بات خدایا باقی
دل گیا پاس سے تو درد ہے دلکا باقی

فائدہ کچھہ نہوا ہوکے خودی سے فارغ
بیخودی میں بھی وہی ہے تجھسے پردا باقی

دو تو عالم میں کوئی تیرے سوا پہچانا
تھا نہ قبل اسکے نہ اب ہے نہ رہیگا باقی

ذات سے جسکو تعلق نہو وہ کیا جانے
فانی کہتے ہیں کسے نام ہے کسکا باقی

میں رہوں یا نہ رہوں غم نہیں مجھکو لیکن
تیرے جلوہ کو رہے دیدۂ بینا باقی

دیکھکر کارگہِ ہیچ کو یہہ حال کھلا
فانی ہر اک ہے فقط آپ کو دیکھا باقی

درگزر ورد و وظائف سے کوئی کام نکر
جس سے دنیا میں رہے نام ہمیشا باقی

اک قیامت ہے مجھے روٹھ لنا انکا
ملکے بھی اون سے ہے ملنیکی تمنا باقی

تو ہی عشق ازل حسن ابد ہے محبوب
مرکے بھی کیون نہ رہے خلق مین چرچا باقی

جلوہ اپنا دکھا دیا کسنے
نیند مین مین خودی بیخود تھا
احد و احمد کا بھید بتلاکے
کہین کسنے الست کی باتین ۔
دل سے بیرنگیان مٹین ساری
کہین طالب کہاکے پیر کہین

مجھکو مجنون بنا دیا کسنے
تو نہین تو جگا دیا کسنے
خود سے خود کو بھلا دیا کسنے
پھر جواب بتلا دیا کسنے
رنگ اپنا جما دیا کسنے
خود کو اپنا پتہ دیا کسنے

جام وحدت پلاکے اے محبوب
رنگ ہستی مٹا دیا کسنے

تو نے گر زنگ خودی صاف مٹائی ہوتی
کیون نہ تصویر صنم دل مین سمائی ہوتی
باغ وحدت کی ہوا تو نے جو کہائی ہوتی
قید کثرت سے نکیون صاف رہائی ہوتی
عبد معبود نہو تو وہی حق ہے ہمہ اوست
ورنہ الحاد سے کیونکر نہ برائی ہوتی

ہم وہ دل ایک بہی باقی نہ جہان مین رہتا
تم نے پردے سے اگر آنکھ لڑائی ہوتی

بے سبب کے سبب کا ہو تعین کیونکر
ذات خلاق نہوتی تو خدائی ہوتی

اپنی ہستی کو اگر ہمنے مٹایا ہوتا
اسطرح یار مین ہم مین نہ جدائی ہوتی

لب پہ لاتے نہ ہم دوست کا لفظ اے محبوب
تم نے تعلیم اگر پیر سے پائی ہوتی

کسطرح سامنے ترے وہ مہ لقا رہے
ہستی کو اپنی صاف مٹا دی جو آئینا
سودا اسکے دماغ مین ہون تب تری ثنا
رکھکر خودی کسلئے پھرتا ہے دربدر
یا پیر حشر مین بہی ترا ساتھ ہو نصیب
صورت سی اپنی آپ رہیگا تو بے خبر
توحید ہے وہی کہ نہو کوئی غیر حق

جبتک نہ آئینہ ترے دلکا صفا رہے
ممکن ہے وہ جہان مین زندہ سدا رہے
دل مین خیال آنکھون مین جلوہ ترا رہے
گم کردے آپکو تو خدا ہی خدا رہے
اے نہو غلام کہین ڈہونڈتا رہے
جبتک نظر مین تیرے جما آئینہ رہے
ہے شرک اسیکا نام کہ تو اور خدا رہے

محبوب مین جو ترک تعلق ہے اپنکون
اوس سے جدا نہ مین نہ وہ مجھسے جدا رہے

کس شی مین یجان نہ تری جلوہ گری ہے
گل ہے نہ تری اور نہ بلبل ہے کوئی اور
کیا جان سکے کوئی طلسمات کو تیرے
جو سامنے آیا وہ ہوا اسیر زمانہ
لازم نہین انسانکو خوشی مرگ عدو پر
ہر رنگ سی ہر چیز مین ہے یار کا جلوہ

افسوس ہے اُنپر کہ جنہین بیخبری ہے
گلشن ہے وہی ہے وہی نسیم سحری ہے
ہر چیز مین موجود ہے بہر سب سے بری ہے
یہہ تجھمین کرامت ہے کہ جادو نظری ہے
جو چیز ہے مخلوق مین آخر سفری ہے
انسانو نہین انسان ہی پریو نہین پری ہے

سب لوگ کہان صاحب عرفان تو وہی ہین
جو کہتے ہین محبوب کی ہر بات کھری ہے

ساقی میخانہ ہمیشہ ترا آباد رہے
جو ہوا در کا ترے دل سے غلام ایجانان
دہر مین ذاکر و مذکور کے چرچے کبتک
صاف ظاہر ہے وہ یہہ اُسکا نہین ہے منشا
الفت گل مین مٹ جائے جو تو بلبل دل
ولے نادانی و غفلت کہ نہ لی اپنی خبر
نہین جینے کا مزا منزل یکتائی مین
خوف دوزخ نہ اوسے خواہش جنت یا پیر
کہدے محبوب اناالحق تجھے کیا غم ہے اگر

ہر گھڑی تجھکو مری مجھکو تیری یاد رہے
قید ہستی سے نکیون اپنی وہ آزاد رہے
ہو فنا ایسا کہ تو ہو نکوئی یاد رہے
دید سے شاد کوئی اور کوئی ناشاد رہے
رات دن کیون نہ کمین مین ترے صیاد رہے
عمر بھر عشق مین ناحق ترے برباد رہے
لطف ہو ساتھ مرے گروہ پریزاد رہے
جبکے لو ساتھ رہی اور تو جسے یاد رہے
تیغ کھینچے ہوے سر پر ترے جلاد رہے

کوئی شئے اُس مین مُبرا نہو عرفان ہے یہی
غیر کو دیکھنا اور غیر کا رکھنا ہی خیال
اپنی ہستی کو فنا ہستی حق مین کرنا
جلوہ آنکھو نہین ہوا ور لب پہ ترا ذکر مدام
تری ہستی رہے جبتک تو نہو شرک سے پاک
جاننا آپ کو اور مرنیکے آگے مرنا
نہو تبدیل حقیقت کسی شئے کی اور پھر
دیکھتا بولتا سنتا جو ہے تیرے تئین

مجھکو جو کچھہ نظر آئے کہون جانان ہے یہی
زاہدا میرے لئے خار مغیلان ہے یہی
قرب کہتے ہین اُسے وصل کا سامان ہے یہی
ہے مری دلمین تو بس حسرت و ارمان ہے یہی
قال یزدان ہے یہی قول بزرگان ہے یہی
دین و ایمان ہے یہی معنی انسان ہے یہی
غیر حق کوئی نہو معنی عرفان ہے یہی
جان اُسکو نہ تو بندہ کبھی سبحان ہے یہی

دیکھکر شعر مرے کہتے ہین محبوب احباب
شور سنتے تھے بہت جسکا وہ دیوان ہے یہی

چھوڑ دے جو کچھہ ایدل تجھمین خود پرستی ہے
ذبح مرغ سا ہو جا جبکہ تو کہے تکبیر
جز خدا کبھی اسمین غیر کو نہ آنے دے
غور سے جو تو دیکھے وہ نہان تجھی مین ہے
وہ بھی ہے کوئی طاعت جسمین ہوتی ہم اُٹھ بیٹھ
کیون نزول فرمائے پھر وہ واحد بیت
رکھکے یار کو آگے سر کو کہدے سجدہ کبیر

نیست ہے جہان سارا ایک اُسکی ہستی ہے
ورنہ تیری ہر طاعت عین بت پرستی ہے
قلب آدم اے زاہد اک عجیب بستی ہے
جسکے واسطے خلقت لا مکان ترستی ہے
آپ کو مٹا دینا خود خدا پرستی ہے
خاص جام وحدت کی جسکو مستی ہے
بھنسنے دے جدائی محبوب خلق ہی

ظہور احمد والا کہین کچھہ ہے کہین کچھہ ہے
کہین ادنے کہین اعلا کہین کچھہ ہی کہین کچھہ ہے

کہین مے ہی کہین بھٹی کہین ساقی کہین ساغر
کہین خود آپ متوالا کہین کچھہ ہی کہین کچھہ ہے

کہین گلشن کہایا اور کہین مالی کہین بلبل
کہین نرگس کہین لالا کہین کچھہ ہی کہین کچھہ ہے

کہین خود عشق مین اپنے ہے آپ ہی مست او بیخود
کہین کرتا ہے خود نالا کہین کچھہ ہی کہین کچھہ ہے

وہ گرچہ ایک ہے پر اُسکی ہین نیرنگیان لاکہون
کہین گورا کہین کالا کہین کچھہ ہی کہین کچھہ ہے

کہین وامق کہین عذرا کہین شیرین کہین فرہاد
کہین مجنون کہین لیلا کہین کچھہ ہی کہین کچھہ ہے

کہین محبوب کہلایا کہین خواجہ رحیم اللہ
کہین بندہ کہین مولا کہین کچھہ ہی کہین کچھہ ہے

۱۲۴

تو جستجو مین جسکی آوارہ کو بکو ہے
ہے کون غیر تیرا انا دان وہ توہی تو ہے

آئینہ ذات کا تو مظہر صفات کا تو
دل ہو ہی ہو ہی تیرا اور جان ہو ہی ہو ہے

زاہد انا و ہو مین کب فرق ہی سرمو
کہتا انا ہے وہ ہی جس سے صدائے ہو ہے

کیا حال پوچھتا ہی تو قرب حق کا مجھسے
ہے کون اس سوا یان کہتا جو غیر حق ہون
تو آئینہ ہے میرا مین آئینہ ہون تیرا
انشتا ہر طاعت جب ہو تو جان لے یہہ
بعیت کا کیون ہی منکر زاہد یہ کیا نہ دیکھا

حق مجھمین ہی مین حقمین جسطرح گل مین بو ہے
باز آ دوئی سے غافل کیسی یہہ تیری خو ہے
حیران ہون جلوہ قربان و مین مین کہ تو ہے
مین فعل ہون تو فاعل مین کیا ہون تو ہی تو ہے
قرانمین خود خدا نے فرمایا و اینما تولوا فثم وجہ اللہ ہے

محبوب یہہ تو بتلا کس رخ کرون مین سجدہ
کرتا نظر جدہر ہون حق میرے روبرو ہے

ملک کیا حور کیا جن و بشر مین
نظر آیا نہ کوئی غیر تیرا
کرے مردیکو گر زندہ عجب کیا
نہ داخل مجھمین وہ مجھسے نہ خارج
برائے حج حرم کو جائین کیون ہم
جہان چاہو رہو مرضی تمہاری
جہان کا قرب غافل بعد کیسا
اوسیکو جانئے مومن حقیقی
اگر ہو غیریت ہمراہ تیرے
نفی کیا کون نافی کس کی منفی

اوسیکو جلوہ گر پاتا ہون ہر مین
سمایا جب سے تو میری نظر مین
بھری قدرت خدا کی ہے بشر مین
کہ جیسے شمس کا پر تو قمر مین
کہو کیا کچھ نہین ہے اپنے گھر مین
سویدا مردمک تار نظر مین
بشر حق مین ہے اور حق ہے بشر مین
رہے راضی اگر نفع و ضرر مین
سمجھ لے ہے بڑا دھوکا سفر مین
پتہ دو کا کہان ہے کے نگر مین

رحیم اللہ ہے اے محبوب تیرا
نہ ڈر و عصیان کے تو خوف و خطر مین

لے کہبر یا سا نور یا ہماری رے
پار لاگے نور یا ہماری رے

کثرت مین سیر کرتے ہین وحدتکی ہم مدام
روزہ نماز ہی ہی بس اپنی صبح و شام

ناہین ہم کا کہبر یا ہماری رے

گذرا جو فعل و نسبت و سم دلنشان سے
پایا مکان ہمنے پری لامکان سے

چھوٹی ہم سے نگریا ہماری رے

آلان کما کان ہماری ہی حقیقت
یہہ بات بتائی جو ہوی پیر و الفت

بڑھ گئی اب عمریا ہماری رے

مکار و شوخ دیکھے مین تجہسی بہت ہی کم
کہو بیٹھے ہستی اپنی صنم تجہکو پا کے ہم

لڑی جب سے نجریا ہماری رے

مانند نے کے ہم مین تو تائی ہو تم بجا — جب تم نہو پہر کہان سے کا لگے پتا

تم سے باجت بانسریا ہماری رے

آیا نہ دوسرا مین نظر کوئی دوسرا — ہر ذرہ حق مین اپنے ہے آئینہ بنگیا

رنگی جب سے چندریا ہماری رے

محبوب کچہہ جو آنکہہ مین جلوہ نما نور ہے — ہر شئے مین دیکہئے تو اوسی کا ظہور ہے

یون ہی گذری عمریا ہماری رے ۱۲۵

مخمس در شان مولائی و مرشدی حضرت خواجہ رحیم اللہ شاہ چشتی القادری قبلہ و کعبہ مدظلہ العالی

باصفا و باخدا خواجہ رحیم اللہ شاہ — حق رس حق آشنا خواجہ رحیم اللہ شاہ

رہنما و حق نما خواجہ رحیم اللہ شاہ	مصدر صدق و صفا خواجہ رحیم اللہ شاہ

متقی و بے ریا خواجہ رحیم اللہ شاہ

خاندان چشت کے ہیں نامور و کامل جناب ذکر حق میں آپکی یکساں ہے بیداری و خواب	سارے عارف ذرہ ہیں اور آپ تاباں آفتاب مختصر یہ ہے کہ حضرت آپ اپنے ہیں جواب

شاغل ذکر خدا خواجہ رحیم اللہ شاہ

ذی ہنر ہیں چشتی و ہیں فخری ہی نسب میں ہی کمال سب نے دیکھا ہر توجہ میں ہے حضرتکے یہہ حال	دیکھئے جس فن میں حضرتکو تو ہیں اک بیمثال آپنے ڈالی نظر جسپر کیا اسکو جلال

کہتے ہیں نام آپ کا خواجہ رحیم اللہ شاہ

آپنے دم بھر میں کئی جاہل کو کامل کر دیا گمرہوں کو جانب حق صاف مائل کر دیا	ہمنے دیکھا بد لونکو صاحب دل کر دیا سارے بد اعمال کو نیکوں میں شامل کر دیا

مرحبا صد مرحبا خواجہ رحیم اللہ شاہ

دیکھنا محبوب الہی ہوتے ہیں ہر طریق
بنگیا خادم زمانہ حضرت ایسے ہیں خلیق
آپ سے آئی او بہر بحر معصیت کے غریق
ٹل گئیں میری بلائیں جب لیا نام شفیق

کہدیا جب منہ سے یا خواجہ رحیم اللہ شاہ

مخمس بر غزل مولانا مولوی حضرت سید شاہ افتخار علیشاہ چشتی القادری المتخلص وطن نور اللہ مرقدہ

اوٹھے جب تک نہ پردہ ماسوا کا
نہ پکڑے ہاتھہ جو اہل صفا کا
تو کیا جھگڑا مٹے ما و شما کا
اوسے دیدار ہو کیونکر خدا کا
۱۲۸ ندیکھا جس نے چہرہ مصطفے کا

سمجھکر رمز ہی وہا و ہو کو
رہے باقی خودی جسمین تو سمجھو
دو رنگی چھوڑ کر اک رنگ ہو لو
وہ کیا پائیگا الا اللہ کے سر کو
نہ لایا فہم مین جو بھید لا کا

نہین حق کے سوا معبود کوئی
نہین حق کے سوا مقصود کوئی
نہین حق کے سوا مشہود کوئی
نہین حق کے سوا موجود کوئی

یہی مطلب ہے لفظ ماسوا کا

ہو مجہہ سے کیا بیان ذات اکرم
ہے ہین جنکے باعث لولو عالم
سمجھتے ہین انھین اپنا خدا ہم
پہرین کیونکر نہ گرد مصطفٰے ہم

یہی کعبہ ہے ارباب صفا کا

بتا اے دل مین سمجھون کس کو فانی
کہ ہر اک شئے ہے باقی کی نشانی
کہلا راز حدیث من رانی
یہی ہے کیف مد ظل کی معنی

جہان سایہ ہے اوس نور خدا کا

سمجہہ خود کو ابھی سمجہیگا تو کب
نہ کہہ خود کو کبھی بندہ کبھی رب
تو خدا کا یہی ہے خاص مطلب
کہلیگا عقدہ لاعبد و لارب

اگر پردہ اوٹھے ما و شما کا

ہوا جب کشف الانسان سرّی
ضیا دل میں سمائی تجھ پہ ایسی
خبر مجھکو رہی مطلق نہ اپنی
نظر آتی ہے سب سو شان حق کی
مقابل آئینہ ہے اینما کا

جنھیں چشم حقیقت مل گئی ہے
اسے جو سمجھے وہ حق کا ولی ہے
وہ کہتے ہیں ہر اک شی میں وہی ہے
خدا آئینہ شان نبی ہے
نبی آئینہ ہے شان خدا کا

اگر محبوب کوئی تجھسے پوچھے
حواس خمسہ کو باطل جو کر دے
بتا دے صاف معنی زندگی کے
وطن ہے ہمکلامی اوسکو حق سے
ہو جو آشنا اپنی صدا کا

مخمس دیگر

۴۹

یوں تو عاشق ہیں مری جان زمانہ تیرا
ہے مگر اور ہی شی چاہنے والا تیرا

مین ہوا آپ کو گم کر کے شناسا تیرا — کیون نہ ہر پل مجھے حاصل ہو نظارا تیرا

دیدہ میرا بھی بعینہ ہے چہرہ کا تیرا

در حقیقت ہے کسی دخل تری خلوت مین — کامیابی نہوی ایک کو بھی خلقت مین

کوئی حیران ہی وحدت مین کوئی کثرت مین — صورت عکس ہے ہر شخص یہان حیرت مین

آئینہ ہی نہین اک محو تماشا تیرا

خود سے واقف نہو جبتک وہ بھی کیا دیکھے — ورنہ توحید مین دو رنگی کے جھگڑے کیسے

تو چھپا لاکھہ مگر دیکھہ ہی لیتا ہون تجھے — دیدہ و دل مین نظر صاف تو آتا ہے مجھے

گھر جو میرا ہے وہ ہے آئینہ خانہ تیرا

دو نو عالم مین جو کچھہ ہے وہ ہے تیرا ہی ظہور — کون ہے شے جو نہین نور سے تیرے معمور

مین ہون کب تجھسے جدا اور تو کب مجھسے ہے دور — عالم غیب مین بھی تجھکو سمجھتا ہون حضور

بند آنکھین ہین پہ کرتا ہون نظارا تیرا

غلطی کرتے ہیں جو جانتے ہیں [illegible] کو غیر | ایسی [illegible]
کیون پریشان ہوتے ہیں تجھ [illegible] | [illegible]

ایک کو بھی ہمین معلوم ٹھکانا تیرا

شخص اور عکس ہے تو اور مین آئینہ ہون | مجھہ سی جلوہ ہی ہر اک جا ہے ترا گونا گون
آپ مین رہکے مین کس طرح سے تجھے دیکھہ سکون | آپ سے جب مین گذرتا ہون تجھے پاتا ہون

دیکھتا ہون تری آنکھون سے تماشا تیرا

خوب محبوب ہی الفت مین بسر کرتا ہے | سب سے منہ پھیر کے تجھہ پر ہی نظر کرتا ہے
وہی زندہ ہی رہ عشق مین جو مرتا ہے | ہر نفس ہی عالم مین رہا کرتا ہے

ہو گیا جب سے وطن محو تماشا تیرا

مخمس بر غزل خواجگاه طریقت پناه مولانا حضرت سید شاه خاموش صاحب چشتی القادری المتخلص بہ خاموش قدس اللہ سرہ

چھوڑ لذات فنا راه بقا لے بلبل | آپ کو عاشق صادق تو بنا لے بلبل

ماسوا اللہ سے دل اپنا پہنسالے بلبل
آشیان اپنا گلستان سے اُٹھالے بلبل

باغ کو چھوڑ دے جنگل کی ہوا لے بلبل

چل چمن سے نہ اُٹھا خاطر ناشاد کا ظلم
کہ اوٹھانا نہ پڑے ستم ایجاد کا ظلم
تیرے ہی سر پہ پڑیگا تری فریاد کا ظلم
باغبان کا ہے ستم دوسرا صیاد کا ظلم

جان ان دونون کے ہاتھ سے بچالے بلبل

آئی جس کام کو وہ کام تو لے اپنے سنوار
تجہہ سوا کون ہے یان غیر زرا دل سے بچار
تو سمجھتی ہے جسے گل وہی تیرے لئے خار
ہوگی معلوم تجہے اُس گھڑی سب قدر بہار

جب تو پڑ جائے گی صیاد کے پالے بلبل

دید کیونکر ہو تجہے تو نہین اُسکے قابل
خواہش وصل ہے گر خود سے ہو پہلے غافل
تجہہ مین اوس گل مین ہے اک تیری ہستی حائل
چہچہے کرتی ہے کیا اس سے نہین کچہہ حاصل

مثل پروانہ پر و بال جلالے بلبل

ہو ونس سے ملنا ہو تو مل لے سبزہ زار ہی یار
صورت سایہ خزان ہتی ہی ہمراہ بہار
بعد مرنیکے ہی پھر دید کا ہونا دشوار
پائداری ہی کہان صحبت گل ہے دن چار

اوس کی بو باس تو اپنے مین لبسا لے بلبل

ڈہونڈتی ہی تو جسے وہ ہی تجھی مین پیدا
بعد ازان کرکے معطل تو حواس خمسا
شوق دیدار ہی گر رہبر کامل کو تو پا
بیٹھ اک جاے تو بس کرکے تصور گل کا

کیون اڑی پھرتی ہے ہر جھاڑ کی ڈالے بلبل

اک جگہ بیٹھ تو کر گوشۂ عزلت کو پسند
یاد رکھ سنکے ذرا حضرت محبوب کی پند
ورنہ تو گلشن عالم مین اٹھائیگی گزند
گل مقصود کی ہے چاہ تو کر غنچہ کو بند

غنچہ سان آپ کو خاموش بنالے بلبل

کرتے ہین مدحت جوان و پیر میرے پیر کی
دیکھنا کس درجہ ہے توقیر میرے پیر کی
ان کا رتبہ وہ ہی سمجھے فقر حاصل ہی جسے
قدر کیا جانے کوئی بے پیر میرے پیر کی

مجھکو تم باقی نہ سمجھو ہوگیا فانی ہوں مین
عاشق پر نہ ب سے ہوئی شمشیر میرے پیرکی

آبی ہوا سے ہے نظر جلوہ مصور کا او سے
دیکھتا ہے مجکو ہی تصویر میرے پیرکی

جس کو تم سمجھے مکان ہوا اُنکا ہے جائے ظہور
لامکان جو ہے وہ ہے جاگیر میرے پیرکی

شکل ہو سے وہ نہ کیون ہوجائے حق سی ہمکلام
گوش دل سے جو سنے تقریر میرے پیرکی

وقت آخر ہے مرے دلمین یہی یارب ہوس
آنکھ مین پھرتی رہے تصویر میرے پیرکی

منحصر اک مجپہ کیا ہے دیکھنا محشر کے روز
ایک خلقت ہوگی دامنگیر میرے پیرکی

عمر اوتنی ہو کہ جتنی ہے مہ و خورشید کی
یا معین الدین شہ اجمیر میرے پیرکی

۱۳۲	مین کہان میری حقیقت کیا جو یہ حق لکھون ہے فقط محبوب یہہ تاثیر میرے پیرکی	

صدقے ہو گرو کے ایجا تان جو اپنی خودیکو بھلاوت ہے

ہر گھٹ مین اور سہر ہر گھٹ مین ہی درشن واکا پاوتا ہے

اے مورکھ دونو عالم مین کوئی دوجا ولکے سوا ہی نہین

جو کہا یا تھا گنج خفی مین احد وہی رام رحیم کہا وتا ہے

بہیو علم ملا پڑت پڑت نہین سو دیکہہ اس سے اے پنڈت

یہہ ہین اچہر علم لدنی کے کہو بن گرو کیسے آوتا ہے

بغض وحسد و کینہ سے گذر کر جہوٹ سے تو پرہیز اکثر

رکہہ دیا دہرم کی سب یہ بحر گر انسان تو کہلاوتا ہے

چہتا ہے اگر ہمارم سے ملے ہو واقف تو پہلے دم سے

ہے کیا یہہ کہان سے آوتا ہی اور پہر یہ کہا نپر جاوتا ہے

خود آکے دکھا صورت اپنی یا منکو بلا تہا ری نگری

یا خواجہ معین الدین حسنؓ بن تورے جیا گھبراوتا ہے

محبوب کہان یہہ سکتا ہی تیری جو بیان ہو شان اجمیری

جسے چاہے کرے مردود جہان جسے چاہی وہ مولا بناوتا ہے

من طبعزاد شاعر شیرین مقال سخنور ذی کمال مولانا مولوی میر سیف اللہ حسینی صاحب المتخلص بہ رسا متوطن سکندرآباد

شیخ محبوب معرفت آگاہ | جو فرید و وحید یکتا ہے

وہ طریق سلوک و فقر کا آج ہے — سالک و رہبر و شناسا ہے
فیض یاب در رحیم اللہ ہے — مقتدا جو محققون کا ہے
لکھا دیوان سلوک مین کیسا ہے — موج زن معرفت کا دریا ہے
داغ منصور کے جو دلمین تھے — اون گلون کا یہ عطر کھینچا ہے
ہے مطوّل پہ مختصر ایسا — ملہم غیب کا لطیفا ہے
ہے بتایا ہر اودہر ہی کا — جو زبان قلم سے نکلا ہے
یہہ چھپائے سی چھپ سکے کیونکر — مبدءِ فیض کا عطیا ہے

سال ترتیب معجمہ ہے رسا
شاہر غیب کا سراپا ہے
۱۳۲۴ھ

ایضاً

طبع شد دیوان محبوب ای رسا — وہ چہ دیوان سرمۂ اہل بصر
می چکد معنی ز ہر لفظش چو جان — یا بود معنی ز صورت جلوہ گر

سال طبعش خامۂ رنگین نوا
زد رقم - پاکیزہ دیوان خوبتر
۱۳۲۴ھ

نتیجہ فکر ماہر اسرار خفی و جلی مولانا مولوی شاہ سید محمد ہاشمی صاحب صوفی المتخلص بہ ہاشمی متوطن سکندرآباد

صلیح و خوش شعار و عبد اوّاہ
سخن گفتا بہنجار عزیزان
توان نطق اندر نطق پیداست
لِاَنَّ النُّطْقَ نَفْسًا جَوْهَرِيًّا
جزاہ اللہ خیراً حین اَنشَدَ
پئے عام نشید دلربایش
بگوش ہاشمی آن ملہم غیب

عتیق بزم تبرّت مشیخ محبوب
باقصائے سُنّے از حسن اسلوب
خجے نیکو زہے زیبا چہ خوب
فَقَدْ رُحْتُ قَدْ رِحَالُ مَطْلُوبْ
بِعَوْنِ اِلٰہ رُبِقْنَا فِی الْحَقِّ مَنْسُوبْ
ترددشد برآمد سعی مغلوب
بگفتا سال ختم - آہنگ مرغوب
۱۳ ۲ ۴

نتیجہ افکار گہربار شاعر ذی وقار و سخنور والاتبار اوستاد محقق مولانا مولوی جناب محمد یعقوب علی صاحب المتخلص بہ سخنور سکندرآبادی -

اللہ کیا دیوان لکھا توحید میں محبوب نے
کلک سخنور نے عجب لکھا سن تصنیف طبع

ہر حرف میں جھلکے جمال کبریا ہی جلوہ گر
آئینہ محبوب میں ہے خدا ہی جلوہ گر

۱۳ ۲۴

من طبعزاد شاعر حق آگاہ طریقت پناہ مولانا مولوی حضرت
مشرف علیشاہ صاحب صوفی المتخلص بہ مشرف متوطن سکندرآباد۔

مرشد کے فیض سے یہ لکھا ہے خوب دیوان	مرشد کی شان گویا ہے شان شیخ محبوب
تاریخ طبع اسکی اب نظم ہی اے مشرف	لکھدیجیے - ہے یہ نادر دیوان شیخ محبوب
	۱۳۲۴ھ

من طبعزاد شاعر جادو بیان سخنور فصیح اللسان مولانا اوستادنا
حضرت سید عبد الرحیم صاحب المتخلص بہ شمس سکندرآبادی۔

شیخ محبوب خدا رس کی عجب تصنیف ہے	کچھ نہیں توصیف میں رتبہ ہر اشعار کا
سال اسکے طبع کا ہاتف نے مجھسے یہ کہا	شمس کہدے - محترم گنجینہ ہے اسرار کا
	۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ از نتائج فکر شاعر بلند اقبال و سخنور ذی کمال مولانا
مولوی جناب محمد یوسف حسین صاحب المتخلص بہ یوسف متوطن سکندرآباد

شیخ محبوب ہمایون عارف کامل کنون	کرد تصنیفی پئے احباب دیوان شگفت
بہر فکر سال طبعش یوسف از روی بلیغ	کاشف الاسرار شد آئینہ محبوب گفت
	۱۳۲۴ھ

تمت

۷۸۶

اشتہار واجب الاظہار

جمیع صاحبان اہل مطابع نزدیک و دور و تاجران کتب والا
قدر کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ کتاب کے تمام حقوق
تصنیف و تالیف کے مصنف کیجانب سے مالک کتبخانہ
سکندرآباد کے پاس محفوظ ہے لہذا کوئی صاحب
چھاپنے یا چھپوانے کا قصد نفرمادیں ورنہ
نقصان کثیر کی زحمت نہ اٹھائیں بلکہ جسے نسخہ
مطلوب ہوں حسب ذیل پتہ سے طلب فرمائیں تاجروں کو
فی صد پچیس روپیہ کمیشن دیجائیگی فقط

المشتہر

حکیم اود احمد مالک کتبخانہ تجارتی سکندرآباد دکن